عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۴۰ | ۱۱تا۱۶رجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳تا۲۸فروری ۲۰۲۱ء | شمارہ:۸

حضرت مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری کی رحلت

یورپ پر اسلام کی حسین کرنیں

اسرائیل تسلیم کرنے والوں کے شبہات

کورونا ویکسین
شرعی نقطہ نظر سے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

بیٹے کو جائیداد سے عاق کرنا جائز نہیں

س:...... بیٹا اگر باپ کی مرضی کے خلاف باپ کے خاندان سے الگ ہونے کا مطالبہ کرے تو کیا باپ بیٹے کی اس نافرمانی کی وجہ سے اپنی ساری جائیداد سے بیٹے کو محروم کرسکتا ہے، اگر نہیں کرسکتا تو نافرمان بیٹے کو کس طرح سزا دے سکتا ہے؟

ج:...... بصورت مسؤلہ اگر بیٹا کسی شرعی عذر کی وجہ سے الگ ہونا چاہے تو اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے، ایسی صورت میں والد کو بھی چاہئے کہ وہ اسے بخوشی اجازت دیدے اور اگر کوئی شرعی مجبوری نہیں ہے تو پھر بیٹے کو چاہئے کہ وہ اپنے والد کے جذبات کا خیال کر کے علیحدہ ہونے کو چھوڑ دے، اس سے ان شاء اللہ! وہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ مگر والد کے لئے اس بات کو سبب بنا کر اپنے بیٹے کو جائیداد سے عاق کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایسا کرنے سے وہ شرعاً عاق ہوگا، بلکہ دوسرے وارثوں کی طرح یہ بھی اپنے حصے کا حقدار ہوگا، البتہ ایسا کرنے سے والد گناہگار ہوگا۔

س:...... کیا اسلام میں باپ کو بیٹے کی نافرمانی کی وجہ سے یا سزا کے طور پر اپنی مکمل جائیداد کو خرچ کرنے یا کسی کو دینے کی وصیت کرنے یا کسی کو (ہبہ) تحفہ (Gift) کرنے کا مکمل اختیار نہیں ہے اور اگر بیٹا اس اختیار کو چیلنج کرے تو کیا یہ نافرمانی نہیں ہوگی؟

ج:...... والدین جب تک زندہ ہوں وہ اپنی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے مالک اور خود مختار ہوتے ہیں، اپنی ملکیت میں وہ جس طرح چاہیں تصرف کرسکتے ہیں۔ نیک کاموں میں، صدقہ خیرات کرنے میں، اولاد اور عزیز و اقارب پر خرچ کرنے کا انہیں مکمل حق ہوتا ہے۔ زندگی میں کسی بھی اولاد کا والدین کی ملکیت پر کوئی حق نہیں اور نہ ہی وہ والدین سے زبردستی کسی قسم کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ والدین جو بھی اولاد کو دیں وہ اُن پر احسان اور عطیہ ہوتا ہے۔ البتہ والدین کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر وہ زندگی میں اولاد کو کچھ دیں یا کوئی جائیداد ہبہ کریں تو برابری کا خیال کریں، بغیر کسی عذر کے برابری نہ کرنا گناہ ہے، کیونکہ اولاد ہونے میں سب برابر ہیں، کوئی عذر ہو مثلاً زیادہ محتاج ہو یا زیادہ خدمت گار ہو یا زیادہ دیندار ہو تو کچھ زیادہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وراثت مرنے کے بعد جاری ہوتی ہے، اس میں شریعت نے بیٹے کو دوہرا اور بیٹی کو اکہرا حصہ دیا ہے۔ شریعت نے والدین کو اس بات کا بھی پابند کیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو وراثت سے محروم نہ کریں اور نہ ہی کوئی ایسا اقدام کریں۔ اگر ایسا کیا تو وہ عنداللہ جوابدہ ہوں گے اور گناہگار ہوں گے۔ باقی اولاد اگر نالائق یا نافرمان ہے تو وہ اپنا خمیازہ دنیا وآخرت میں خود ہی بھگ لے گی، جو کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے عذاب کی صورت میں ہوگا۔ اولاد کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے حق کو پہچانیں اور ان کی خدمت گزار و فرمانبرداری کو اپنے لئے سعادت اور ذریعہ نجات سمجھیں۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو باپ کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور باپ کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ ۱۱تا۱۶رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳تا۲۸فروری ۲۰۲۱ء شمارہ:۸

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا مفتی مزمل حسین کاپڑیا کی رحلت	۴	محمد اعجاز مصطفی
یورپ پر اسلام کی حسین کرنیں	۶	مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی
کورونا ویکسین.... شرعی نقطۂ نظر سے	۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
سیدنا صدیق اکبرؓ اور واقعۂ ہجرت (۲)	۱۱	مفتی خالد محمود
حضرت مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ.....	۱۴	پروفیسر عبدالواحد سجاد
سیرت پاک کے چند روشن ابواب....(۷)	۱۶	حافظ محمود راجہ سجاول
اسرائیل تسلیم کرنے والوں کے شبہات	۱۹	سکندر خاکی
ظہور امام مہدی علیہ الرضوان.......(۵)	۲۱	حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۴	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حضرت مولانا مفتی مزمل حسین کاپڑیا کی رحلت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے قدیم فاضل، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی قدس سرہٗ کے محبِ صادق، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے دست راست، حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب کے مخلص دوست اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے بانی و نائب مدیر، اکابر کے علوم و روایات کے امین حضرت مولانا مفتی مزمل حسین کاپڑیا ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۲ھ مطابق ۸رفروری ۲۰۲۱ء بروز پیر تہجد کے وقت اس دنیائے رنگ و بو میں ۶۱ سال گزار کر راہی عالم آخرت ہوگئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہٗ ما أعطیٰ و کل شیء عندہٗ بأجل مسمّٰی.

حضرت مولانا مفتی مزمل حسین صاحب الحاج جناب محمد حسین کاپڑیا کے ہاں ۱۹۶۰ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی حفظ کی تعلیم دارالعلوم کراچی نانک واڑہ سے حضرت مولانا عبدالعزیز بیگ صاحب کے والد جناب قاری محمد رفیق صاحب سے شروع کی، قاری صاحب نے برنس روڈ پر جب حفظ کی کلاس شروع کی تو مفتی مزمل حسین صاحب بھی قاری صاحب کے پاس آگئے۔

درسِ نظامی کے لئے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا اور ۱۹۸۱ء میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی، اس کے بعد جامعہ میں دوسالہ تخصص (پی ایچ ڈی) فقہ اسلامی میں کیا۔ چونکہ آپ کے والد صاحب کاروباری برادری سے تعلق رکھتے تھے، ان کا ارادہ تھا کہ مفتی مزمل حسین صاحب بازار میں دارالافتاء بناکر بیٹھیں، ہماری برادری کو بہت سے کاروباری مسائل درپیش ہوتے ہیں، یہ یہاں بیٹھ کر شریعت کی روشنی میں ان مسائل کا حل بتائیں، لیکن ہوتا وہی ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے، آپ کے والد صاحب کے تعاون سے مفتی محمد جمیل صاحب نے ایک انقلابی کام شروع کرنے کی ٹھان لی کہ ہماری سوسائٹی میں جو عمر رسیدہ حضرات ہیں، ان کی اسلامی انداز میں اصلاح و تربیت انتہائی مشکل، نوجوان جلدی اس طرف راغب نہیں ہوتے، اس لئے کسی طرح چھوٹے بچوں پر محنت کی جائے، ان کو قرآن کریم اور دینی علوم سے وابستہ کرنے کی کوشش شروع کی جائے، تاکہ آگے چل کر کراچی کی فضاؤں میں دین داری کا دور دورہ ہو، اور اس انداز سے ان لوگوں کو بھی دین کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی جائے جو بظاہر ایسے ماحول سے دور ہیں۔ اس سوچ کے نتیجہ میں ۱۹۸۵ء میں ایک کمرہ سے اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کا ادارہ شروع ہوا، حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ نے حضرت مفتی مزمل حسین صاحب اور مفتی خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کو اپنا رفیق کار بنایا، الحمدللہ! آج اقرأ روضۃ الاطفال کی شاخیں پورے پاکستان میں پھیل چکی ہیں اور ۸۲۰۰۰ ہزار سے زائد طلبا اس ادارہ میں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں اور کتنے ہی اس ادارہ سے حفظ کرنے کے بعد علماء کرام،

مفتیانِ عظام،شیوخ الحدیث، ڈاکٹر، انجینئر اور دوسرے کئی شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ہوکر نمایاں کارکردگی دکھارہے ہیں۔اس دوران مفتی مزمل حسین صاحب جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں ماسٹر کے لئے تشریف لے گئے، پانچ سال وہیں رہے، اس دوران گردوں کا عارضہ لاحق ہوا، جس کے سبب وہ اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور واپس آنے پر مجبور ہوئے، پہلے آپ کی ایک بہن نے آپ کو ایک گردہ بھی دیا، لیکن اس میں کامیابی نہ ملی، بالآخر ڈیلائسز پر آنا پڑا، اس طرح تقریباً ۲۵ سال سے زائد اس بیماری میں مبتلا رہے، لیکن انہوں نے بیماری کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا، چونکہ آپ کو عربی زبان پر کافی دسترس تھی، اس لئے آپ ائمہ حرم کی باقاعدہ اجازت سے ان کے خطبات کا اردو میں ترجمہ کرکے بڑے اہتمام سے چھاپ کر لوگوں میں تقسیم کیا کرتے تھے، بعد میں انگریزی میں بھی ان خطبات کا ترجمہ کیا۔

اسی طرح حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی قدس سرہٗ کی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے دارالحدیث میں دیئے گئے صحیح بخاری اور سننِ ترمذی کے دروس کو کیسٹوں سے اُتار کر کمپیوٹر میں ان کو آڈیو کلپ کی صورت میں منظر عام پر لانا بھی آپ کا بڑا کارنامہ ہے، جو آج کے اہل علم علماء وطلبا کے لئے کسی تحفہ سے کم نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ وقت کے بہت بڑے قدردان اور صحیح معنیٰ میں منتظم تھے۔تکلیف کے باوجود آپ نے اپنے اوقات کو صحیح معنوں میں قیمتی بنایا۔آپ خود تکلیف میں ہوتے تھے، لیکن دوسروں کے ساتھ ظرافت طبعی اور خوش طبعی بات کرنے کا سلیقہ جانتے تھے۔آپ کی نرینہ اولاد نہیں تھی، لیکن اقرأ کے تمام طلبا آپ کی روحانی اولاد ہیں، جو ان شاء اللہ آپ کے رفع درجات کا ذریعہ بنیں گے۔ چند دن پہلے آپ کی ایک ہمشیرہ کا انتقال ہوا، آپ ان کے جنازے میں شرکت کے لئے وہیل چیئر پر اپنی مادر علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن تشریف لائے، عصر کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ ہوئی، اس کے بعد کافی دیر تک دوست احباب سے ملتے رہے، اس کے چند دن بعد آپ کو بخار کی شکایت ہوئی، پہلے ٹبہ ہسپتال میں چیک کرایا گیا، پھر ڈاکٹر عبدالباری صاحب کے کہنے پر آپ کو انڈس ہسپتال لے جایا گیا، لیکن چند گھنٹوں کے بعد آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔ظہر کی نماز کے بعد آپ کی نمازِ جنازہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں آپ کے حفظ کے استاذ محترم جناب قاری محمد رفیق صاحب کی امامت میں ادا کی گئی، جس میں شہر بھر کی عوام، آپ کے اعزہ اور جامعہ کے طلبا وعلماء کرام شریک ہوئے اور آپ کے آبائی قبرستان میوہ شاہ میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی جملہ حسنات کو قبول فرمائے، آپ کے ساتھ رضا و رضوان کا معاملہ فرمائے، آپ کے لواحقین، اعزہ، اقرباء اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

قارئین سے حضرت مفتی صاحبؒ کے لئے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیدنا محمد و علی آلہٖ و صحبہٖ أجمعین

یورپ پر اسلام کی حسین کرنیں!

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی

پچھلے کچھ عرصہ سے یورپ کے غیر مسلموں میں اسلام کو جاننے اور سمجھنے کی جو لہر بڑی تیزی سے ابھری ہے، اس سے یہاں کے بہت سے حلقے پریشان ہیں، ان حلقوں سے یہ بات چھپی نہیں کہ یورپ کے مختلف ملکوں اور شہروں میں آئے روز اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے، بالخصوص یورپ کے اہم ممالک برطانیہ، فرانس اور جرمنی میں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی چلی جارہی ہے، تازہ ترین رپورٹ کے مطابق جرمنی اور فرانس میں پچاس لاکھ سے زائد مسلمان مقیم ہیں، جبکہ برطانیہ میں اکتالیس لاکھ مسلمان قیام پذیر ہیں، وہ بے شک یورپ کے مادر پدر آزاد ماحول میں رہ رہے ہیں، لیکن وہ کسی صورت بھی اپنے مذہب اور دین کے بارے میں کمپرومائز کرنے کے لئے تیار نہیں، وہ کتنے ہی گئے گزرے کیوں نہ ہوں، لیکن وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ایک لفظ سننا برداشت نہیں کرتے اور وہ اس پر اپنا سب کچھ داؤ پر لگادیتے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی تمام تر چالوں کے باوجود غیر مسلموں میں اسلام کے صاف ستھرے عقائد اور اس کی سادہ اور آسان تعلیمات ہیں جس نے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ حال ہی میں راقم الحروف کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے والی ایک خاتون سے جب قبولِ اسلام کا سبب معلوم کیا گیا تو اس نے بتلایا کہ وہ ایک عرصہ سے اسلام اور اس کی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ کررہی تھی، اسے بعض مقامات پر کچھ شبہات بھی پیدا ہوئے تو ایک اسلامی اسکالر نے اس کی راہنمائی کی اور یوں ایک ایک کرکے وہ شبہات دور ہوگئے اور وہ مسلمان ہوگئی۔

راقم الحروف کے ہاتھ پر بحمداللہ! سینکڑوں انسانوں نے اسلام قبول کیا اور کلمہ اسلام پڑھ کر وہ مسلمانوں کی صف میں داخل ہوئے، ان میں اکثریت اسی قسم کے لوگوں کی تھی جنہوں نے اسلام کا باقاعدہ مطالعہ کرنے کے بعد کرتے ہیں، اسلام ضرور انہیں اپنی جانب کھینچ لیتا ہے اور پھر وہ اسی کے ہوکر رہ جاتے ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت دنیا بھر میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد پانچ فیصد بتلائی جاتی ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد امریکا اور اس کے اتحادیوں کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اسلام اور مسلمان ہی تھے، یہ لوگ اس انتظار میں تھے کہ کب سوویت یونین کا خاتمہ ہو اور کب ہم عالمی ٹھیکیدار بن جائیں اور جس طرح چاہیں دنیا کا نظام ترتیب دیں مگر ان کے خواب اس وقت چکنا چور ہوکر رہ گئے، جب انہیں معلوم ہوا کہ ابھی اسلام باقی ہے اور یہی بات نیٹو کے سیکریٹری جنرل کی زبان سے اس وقت نکل بھی گئی تھی جب ان سے پوچھا گیا تھا کہ سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد ان قدیم و جدید ہتھیاروں کا کیا کام ہے؟ تو جواب میں موصوف بولے کہ ابھی اسلام باقی ہے، کوئی حیا نہیں آئی اور وہ دنیا جہاں کی ساری خرابیوں کی جڑ اسلام اور مسلمانوں کو بتانے لگے اور اب تک اسی میں لگے ہوئے ہیں، حال ہی میں فرانس کے صدر میکرون نے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جو زبان بولی اور اظہار رائے کی آزادی کے نام پر فرانس میں جو قوانین تیار کئے گئے وہ سب اس بات کا ثبوت ہے کہ ابھی اسلام باقی ہے اور ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ جب تک اسلام باقی ہے تب تک یہ لوگ جھوٹ اور جھوٹ اور صرف جھوٹ کے سہارے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلی زبان بولتے رہیں گے اور یہ بھی کہ انہیں ہمیشہ منہ کی کھانی پڑے گی۔ یورپ اور امریکا کے دانشور روز بروز اسلام کی مقبولیت سے سخت پریشان ہیں انہیں سمجھ نہیں آتا کہ یورپ اور امریکا میں ”اسلام باقی ہے“ کا جواب کس طرح دیا جائے اور اس کی روز بروز بڑھتی ہوئی مقبولیت کو کس طرح روکا جائے۔ اسلام کے خلاف جو بھی ممکن اقدام اور جدوجہد ہوسکتی ہے وہ سارے اقدامات اور کوششیں جاری ہیں اور کوئی گھنٹہ ایسا نہیں گزرتا، جس میں اسلام اور مسلمانوں کو نیچا دکھایا اور انہیں بدنام نہ کیا جاتا ہو۔

یورپ اورامریکا وغیرہ میں اسلام سے نفرت دلانے کے لئے کیا کچھ حربے استعمال نہیں ہورہے ہیں، پچھلے دنوں ہالینڈ ڈنمارک اور فرانس کے اخبارات میں جوخبریں پرنٹ اورالیکٹرانک میڈیا میں جن شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئیں تھیں کیا وہ اس بات کی غمازی نہیں کرتیں کہ ان پر”اسلام باقی ہے“ کا خوف کس طرح سوار ہورہا ہے، یورپ میں مسلمانوں کا قبضہ ہوجائے گا، گلی گلی میں مسجدیں ہوں گی، گھر گھر میں مدرسے بنیں گے، ان میں قرآن کی تعلیم دی جائے گی اور ہماری اکثریت اقلیت میں تبدیل ہوجائے گی، ایسی باتیں محض اس لئے بار بار دہرائی جاتی ہیں تا کہ یہاں کے باشندوں کے جذبات سے کھیل کرانہیں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں بدگمان کیا جائے اور انہیں کسی وقت بھی اسلام اوراس کی اعلیٰ تعلیمات کے بارے میں سوچنے کا موقع ہی نہ ملے، بس وہ ہر وقت اس خوف میں مبتلا اور بحث میں الجھے رہیں کہ اسلام اورانسانیت الگ الگ چیزوں کا نام ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر یورپ کا نام نہاد مہذب معاشرہ اور اظہار رائے کی آزادی کے دعویدار ممالک اور عیسائیت آج کی انسانیت کی روحانی پیاس نہیں بجھاسکتا تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟ اگر مادی وسائل اس انسان کو انسانیت کا سبق نہیں دے سکتے تو اس میں اسلام کو کیوں قصوروار ٹھہرایا جائے؟ امریکا اور یورپ اور دنیا بھر کے دیگر صدر و وزیراعظم اوران کے سیاسی اور مذہبی رہنما اگر اپنے اپنے ممالک کے لوگوں کو روحانی سکون نہیں دے سکتے اوران کی پراگندہ زندگی میں ٹھہراؤ نہیں لاسکتے تو وہ اسلامی تعلیمات اوراسلامی قوانین پر کیوں برستے ہیں؟ دنیا کے یہ اوراس قسم کے نام نہاد دانشور اگر اپنی کوششوں میں ناکام ہوچکے ہیں تو انہیں اسلام کو موردالزام ٹھہرانے کے بجائے اپنی ناکامی کا کھلے دل سے اعتراف کرلینا چاہئے۔ یہاں روزنامہ جنگ میں چند سال قبل شائع ہونے والی اس خبر کو بھی سامنے رکھ لیجئے:

”چرچ آف انگلینڈ کی دوسری سب سے بڑی شخصیت نے کہا ہے کہ وہ بڑی مشکل ہی سے کہہ سکتے ہیں کہ برطانیہ ایک عیسائی ملک ہے، ارث بشپ آف یارک ڈاکٹر ڈیوڈ ہوپ نے کہا کہ اب لوگ چرچ جانا پسند نہیں کرتے اور سیکولرزم کا رجحان بڑھ رہا ہے، لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ عیسائی ہیں تاہم ان کے انداز ڈرامائی طور پر بدل رہے ہیں، انہوں نے امریکا میں ہم جنس پرستوں کو پادری بنائے جانے پر وارننگ دی اور کہا کہ اعتماد اور سالمیت سب سے زیادہ ضروری ہیں، انہوں نے کہا کہ لوگوں کی چرچ سے وابستگی کم ہورہی ہے۔“

(روزنامہ جنگ لندن)

یہ صحیح ہے کہ اس وقت اسلام کے سوا جتنے مذاہب اوران کی تنظیمیں ہیں وہ مادی وسائل سے مالا مال ہیں اور سب کی نظریں مسلمانوں کی نئی نسل پر لگی ہوئی ہیں، وہ دن رات اس کوشش میں ہیں کہ جہاں موقع ملے، مسلمانوں کو اپنے عقیدے کے بارے میں تشکیک میں مبتلا کردیا جائے اوران کے عقائد واعمال پر بیک وقت حملہ کردیا جائے۔ اس مقصد کے لئے ان ممالک کے حکمرانوں کی جانب سے باقاعدہ سرکاری سطح پر ایک خطیر رقم فراہم کی جاتی ہے، آج سے کئی سال قبل نوائے وقت لندن میں شائع ہونے والی ایک خبر ملاحظہ کیجئے:

”امریکا کے صدر نے دنیا بھر میں عیسائیت کی ترویج کے لئے امریکا کی مشنری تنظیموں کو فنڈ فراہم کرنے کے لئے وہائٹ ہاؤس میں خصوصی شعبہ تشکیل دیا ہے، امریکی صدر اس شعبے کے تحت ۱۵ ریاستوں کے دس ہزار پانچ سو اٹھارہ عیسائی مشنری تنظیموں کو صرف ۲۰۰۳ء کے دوران ایک ارب ۷۰ کروڑ ڈالر فراہم کرچکے ہیں، اس شعبے کے ڈائریکٹر مسٹر جم نے ان تنظیموں کو امریکی سوسائٹی کو سخت گیر عیسائی مذہبی معاشرے میں تبدیل کرنے کا ہدف سونپا ہے، امریکی صدر چاہتے ہیں کہ امریکا میں عیسائیت کی ترویج ہو اور وہ اسلام کے مقابلے کے لئے ایک سخت گیر عیسائی معاشرے کو ضروری سمجھتے ہیں، انہوں نے خصوصی حکم دیا ہے کہ وہ مختص کردہ فنڈ صرف ان تنظیموں کو فراہم کریں جن کے منتظمین پادری ہوں یا پھران کا چرچ سے گہرا تعلق ہو ان کی طرف سے فنڈ کے لئے منتخب کردہ بعض ایسی تنظیمیں بھی ہیں جو روزمرہ زندگی کے مختلف شعبوں کے علاوہ معاشرے کے شرمناک اور ذلیل ترین افعال میں ملوث طوائفوں کو بھی مذہب کی طرف راغب کر کے انہیں نہ صرف کٹر عیسائی عقیدے کا حامل بناتی ہیں بلکہ باقاعدہ تربیت کے بعد انہیں عیسائی مذہبی خدمت گار یعنی ننوں کے درجہ تک پہنچانے کی کوشش کرتی ہیں۔“

(۱۱تا۱۷ر فروری ۲۰۰۵ء، نوائے وقت لندن)

اس پوری خبر میں اگر صرف نام بدل دیا جائے مثلاً امریکی یا یورپی حکمران کے بجائے کسی اسلامی حکمران کا نام.... عیسائیت کے بجائے اسلام... پادری کے بجائے علماء.... اور چرچ کے

بجائے کسی مدرسہ کا نام لکھ دیا جائے تو عیسائی دنیا میں قیامت برپا ہو جائے گی، ان حکمرانوں کی راتوں کی نینداڑ جائے گی، اقوام متحدہ اور نیٹو میں دھڑا دھڑ اجلاس شروع ہو جائیں گے، طرح طرح کی قراردادیں پاس ہوں گی، اسے بنیاد پرستی تشدد، مذہبی جنون، دہشت گردی، بدتہذیبی، حیوانیت، غیر انسانیت اور شخصی آزادی کی مخالفت بتا کر پوری دنیا کو اس کی مخالفت پر اکسادیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے اس عمل سے باز آ جائیں۔ بصورت دیگر اسے تہس نہس کر کے ہی دم لیا جائے گا اور کچھ عجب نہیں (بلکہ موجودہ حالات میں یقین ہے) کہ خود مسلمان حکمراں اور بادشاہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور زیادہ سے زیادہ اپنا حصہ ڈال کر لبرل، ماڈرن اور اچھے دوست کا خطاب لینے کی کوشش کریں گے۔

یورپ اور امریکا کے اسلام کے خلاف ان سارے علمی، فکری، عملی، عسکری اور اقتصادی اقدامات کے باوجود انہی ممالک میں اسلام کی مقبولیت میں حیرت انگیز طور پر اضافہ بتاتا ہے کہ اسلام نہ صرف یہ کہ ابھی باقی ہے بلکہ قیامت تک باقی رہے گا، اس کا مقابلہ کرنے والے تو اپنی موت مریں گے پر اسلام کو مٹانا کسی کے بس کی بات نہیں ہے، اس کو قیامت تک بقا حاصل ہے اور بالآخر سب نے ہی اس چشمہ صافی پر آنا ہوگا، اللہ کے آخری نبی رحمۃ للعالمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت پہلے یہ بات بتلا گئے ہیں اور آپ کی بات ہمیشہ حق اور سچ ثابت ہوئی ہے، آپ نے اس بات کی پیشگوئی فرمادی ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ دنیا میں کوئی علاقہ، محلّہ، کچا پکا گھر ایسا نہ ہوگا، جس میں اسلام داخل نہ ہو جائے اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل نہ ہو جائے، اللہ جن کو عزت دینا چاہے گا انہیں اسلام کے ذریعہ عزت عطا فرمادے گا وہ اسلام لے آئیں گے اور جو اسلام سے اعراض کریں گے وہ ذلیل و خوار ہو کر ہی رہیں گے۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

ترجمہ: ”نہیں باقی رہے گا زمین پر کوئی پکا اور کچا گھر، مگر اللہ تعالیٰ اس میں اسلام کو داخل فرمائیں گے، معزز شخص کی عزت کے ساتھ یا ذلیل انسان کی رسوائی کے ساتھ۔“

(صحیح ابن حبان،۹۱/۱۵)

کہاں ہیں وہ بیمار ذہنیت رکھنے والے مشرق اور مغربی دانشور جو بات بات پر یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے وہ ہمیں بتائیں کہ ان لاکھوں یورپی نومسلموں پر کس نے تلوار تان رکھی تھی؟ کس نے انہیں زور و جبر کے ذریعہ اسلام لانے پر مجبور کیا ہے؟ برطانیہ کے سابق وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی سالی کے سر پر کس نے تلوار اور بندوق رکھی تھی کہ وہ اسلام قبول کرے اور وہ اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں بھی سرگرم رہے؟ اس قسم کے واقعات کیا یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ اسلام کے مخالفین کے اس اعتراض میں کوئی وزن نہیں کہ اسلام تلوار اور جبر و تشدد سے پھیلا ہے اور جو ایسا کہتے ہیں وہ محض حسد و عناد کی بنا پر کہتے ہیں۔

آج مسلمانوں کے ہاتھوں میں تلوار نہیں، مقابلے کے ان میں سکت نہیں، نئے نئے جنگی ساز و سامان سے دوسرے لدے لدائے ہیں، قوت و طاقت میں وہ دوسروں سے بڑھے ہوئے ہیں اور اگر کوئی سر اٹھائے تو ان کی خیر نہیں تو بتلایئے پھر آخر وہ کون سی تلوار ہے جو یورپ کے باشندوں کے سر پر لٹک رہی ہے اور ان کے دلوں میں اسلام کا رعب ڈال رہی ہے اور ایک دو نہیں، ہزاروں، لاکھوں لوگ یورپ کی آسائش اور مادی سامانوں کے ہوتے ہوئے اسلام کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ وہ اس بات کو تسلیم کرنے سے کیوں کتراتے ہیں کہ اسلام تلوار سے نہیں اپنی اعلیٰ و ارفع تعلیمات کی وجہ سے پھیلا ہے۔

امریکا ہو یا یورپ یا دنیا کے دیگر ممالک کے حکمرانوں اور نام نہاد تہذیب کے دعویداروں کو چاہئے کہ وہ دوسروں کو قصوروار اور مجرم ٹھہرانے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ لیں اگر ان کا ضمیر زندہ ہے تو انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ آج کی انسانیت کا سب سے بڑا مجرم اسلام اور مسلمان نہیں وہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا پر کنٹرول پانے کے لئے ہر طرح کا ظلم و ستم برپا کر رکھا ہے یہی لوگ دنیا بھر کے انسانوں کا چین اور سکون چھیننے کے حقیقی ذمہ دار ہیں اور اس ظلم و ستم پر پردہ رکھنے کے لئے وہ ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔

یورپ اور امریکا میں رہنے والے مسلمانوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلام کی خوبصورت اور اعلیٰ تعلیمات سے یورپ کے غیر مسلموں کو روشناس کرائیں، اسلامی کتابوں اور اپنے اخلاق سے انہیں بتائیں کہ اسلام خدا کا پسندیدہ اور آخری دین ہے، اس دین پر آخرت میں نجات ہے، اس دنیا میں بھی انسان چین اور سکون کی زندگی پاتا ہے جس سے آج کا یورپی معاشرہ محروم ہے۔☆☆☆

کورونا ویکسین...... شرعی نقطۂ نظر سے

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

بیماری اور شفاء دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اگر فکر آخرت کے ساتھ انسان ان کا سامنا کرے تو دونوں ہی اللہ کی نعمتیں ہیں، ایک صاحب ایمان بیماری پر صبر کرتا ہے اور صبر بہت ہی اہم عمل ہے، یہاں تک کہ قرآن مجید نے کہا ہے:

''إن اللّٰہ مع الصابرین.''

ترجمہ: ''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (البقرہ)

مومن نے بیماری کا علاج کرایا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت پر عمل کیا، اور کوئی بھی عمل اتباع سنت کی نیت سے کیا جائے تو باعث اجر ہے، اگر اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمادیں تو بندہ اپنے مالک کا شکر ادا کرے اور شکر بھی صبر کے ہم پلہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص روزہ رکھے اور بھوک و پیاس پر صبر کرے، دوسرا شخص کھائے پیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے دونوں کا عمل قابل قدر ہے:

''الطاعم الشاکر کالصائم الصابر.'' (سنن الدارمی، کتاب الاطعمۃ)

اسلام سے پہلے بعض مذہبی گروہوں نے اپنے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کے لئے رہبانیت کا راستہ اختیار کیا، بعض لوگ غسل نہیں کرتے تھے، بعض لوگ خوشبو نہیں لگاتے تھے، بعض لوگ کانٹوں پر سو کر اپنے آپ کو لہولہان کر لیتے تھے، بعض لوگ بھوکے پیاسے رہتے تھے، بعض لباس سے آزاد ننگے بدن رہا کرتے تھے، یہاں تک کہ یورپ میں کلیسا کے مذہبی رہنماؤں نے علاج کو بددینی قرار دیا تھا، ان کا خیال تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیمار پڑتا ہے؛ لہٰذا اگر بیماری کا علاج کرایا جائے تو یہ منشاء ربانی میں خلل پیدا کرنا ہوگا؛ لیکن اسلام دین فطرت ہے اس نے رہبانیت کو منع کیا۔ (شرح السنن للبغوی، حدیث نمبر: ۴۸۴، باب فضل القعود فی المسجد لانتظار الصلوٰۃ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیماری بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائی اور اس کی دوا بھی اللہ ہی نے پیدا کی: اس لئے علاج کرایا کرو۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی)

علاج کی ایک صورت یہ ہے کہ بیماری پیدا ہو جائے اور اس کے بعد اس کی دوا لی جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ ابھی بیمار تو نہیں ہوا ہے؛ لیکن جسم کی اندرونی کیفیت، ماحول وغیرہ کی وجہ سے بیمار پڑنے کا اندیشہ ہے، ان دونوں صورتوں میں بیماری سے شفا پائے یا بیماری کے امکان خطرہ سے بچنے کے لئے دواؤں کا استعمال جائز ہے؛ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ بیماری کی نوعیت، قوت مدافعت کی کمی یا استحکام اور بیماری سے متاثر کرنے والے ماحول میں شدت کی کیفیت کے اعتبار سے حکم میں کسی قدر فرق ہو، ہر شخص معتبر صاحب افتاء کے سامنے اپنی کیفیت رکھ کر ان سے رائے لے سکتا ہے، کورونا ویکسین بنیادی طور پر علاج کی دوسری قسم میں شامل ہے کہ ایک شخص ابھی کورونا کے مرض میں مبتلا نہیں ہے؛ لیکن وبائی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے حفاظتی تدبیر کے طور ویکسین لیتا ہے، کسی خاص دوا کے جائز اور ناجائز ہونے میں بنیادی طور پر دو باتوں کا دخل ہے، ایک یہ کہ دوا کے اجزا ترکیبی کیا ہیں؟ دوسرے: مریض کو کس حد تک اس دوا کی ضرورت ہے؟

جہاں تک دوا کے اجزا کی بات ہے تو بنیادی طور پر دوائیں تین چیزوں سے حاصل کی جاتی ہیں، اول: جمادات، یعنی مٹی، لوہا، چونا، سونا، چاندی، پتھر وغیرہ، دوسرے: نباتات، یعنی زمین سے نکلنے والے پودوں، پھلوں، پھولوں، پتوں اور درخت کی چھالوں سے، تیسرے: حیوانات، یعنی جانور کے اجزا گوشت، ہڈی اور چمڑے وغیرہ سے، ان میں سے پہلی قسم کی تمام چیزیں جائز ہیں، ان میں سے کسی چیز کو شریعت میں حرام قرار نہیں دیا گیا، نباتات میں سوائے نشہ آور جزو کے تمام درخت، پودے اور ان سے نکلنے والی چیزیں حلال ہیں اور قدیم دور سے لے کر موجودہ دور تک زیادہ تر دوائیں نباتات ہی سے حاصل کی جاتی ہیں، اگر کسی ویکسین میں ان دونوں چیزوں کا استعمال ہو تو اس کا جائز ہونا ظاہر ہے۔

اصل مسئلہ حیوانات کا ہے، حیوانات میں بعض حلال ہیں اور بعض حرام، اور جو حلال ہیں، ان کے بھی بعض اجزا حرام ہیں، اسی طرح اگر جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح نہ کیا گیا ہو تب بھی وہ حرام ہیں اور مردار کے حکم میں ہیں، اب اگر شرعی طریقہ پر ذبح کئے ہوئے حلال جانوروں کے حلال اجزا جیسے چمڑے، گوشت، ہڈی سے دوائیں بنائی جائیں تو اس کے جائز ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں؛ لیکن اگر حرام جانور، حلال جانور کے حرام اجزا، شرعی طریقہ کی رعایت کے بغیر ذبح کئے گئے حلال جانوروں سے دوا حاصل کی جائے تو یہ قابل غور ہے، جیسے ان کا کھانا حرام ہے، ایسے ہی دوا کے طور پر ان کا کھانا یا ان کو رگ اور گوشت وغیرہ کے ذریعہ جسم کے اندر پہنچانا بھی جائز نہیں ہے؛ لیکن اس سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں:

ایک یہ کہ ان کے اجزا سے اس طرح دوا بنائی جائے کہ ان کی حقیقت ہی تبدیل ہو جائے تو اب ان پر حرام ہونے کا حکم باقی نہیں رہے گا؛ کیوں کہ شریعت کے احکام کسی چیز کی موجودہ شکل سے متعلق ہوتے ہیں، جب شکل بدل جائے تو حکم بھی بدل جاتا ہے، اور حقیقت کی تبدیلی کس وقت مانی جائے گی؟ یہ ایک بہت ہی دقیق اور پیچیدہ مسئلہ ہے، فقہاء کرام نے اس پر جو بحث کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ چیزوں کی نوعیت اور کیفیت تین چیزوں سے ظاہر ہوتی ہے: رنگ، بو اور مزہ، اگر یہ تینوں چیزیں بدل جائیں تو اس کو حقیقت کے بدل جانے کی علامت مانا گیا ہے، ہندوستان کے دو اہم فقہی تحقیقی اداروں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور ادارۃ المباحث الفقہیہ (جمعیۃ علماء ہند) نے اصحاب افتاء اور ماہرین کے مشورہ سے اسی طرح کا فیصلہ کیا ہے؛ لہٰذا اگر ویکسین میں حرام حیوانی اجزا استعمال کئے گئے ہوں اور ان میں کیمیکل اجزا کے ذریعہ ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی ہو تو ان کا استعمال جائز ہوگا، دوسرے: اگر حقیقت وماہیت تبدیل نہ ہوئی ہو؛ لیکن علاج کے لئے ماہر اطباء کی تحقیق کے مطابق اس کا استعمال ضروری ہو تب بھی اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے؛ کیوں کہ خود قرآن کریم میں جان بچانے کے لئے حرام شئی کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔ (بقرہ:۱۷۳)

اگر ان تفصیلات کی روشنی میں کورونا ویکسین کے مسئلہ پر غور کیا جائے تو ایک تو میرے حقیر علم کے مطابق اس میں حرام اجزا کا شامل ہونا پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچا ہے، سوشل میڈیا پر اس طرح کی باتیں آرہی ہیں؛ لیکن کسی فارمیسی کمپنی نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے اور نہ کسی نے لیباریٹری میں تجزیہ کرایا ہے اور اس کی مصدقہ رپورٹ پیش کی ہے؛ اس لئے صرف شک کی بنا پر اس کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا؛ بلکہ برطانیہ میں بننے والی ویکسین کے بارے میں یہ بات بھی آئی ہے کہ اس کو نباتات سے تیار کیا گیا ہے اور اگر حرام اجزا کا استعمال کیا بھی گیا ہو تو کیا وہ اپنی حقیقت کے ساتھ باقی ہیں، یہ بات واضح نہیں ہے؛ بلکہ ویکسین کی جو شکل اخبارات اور سوشل میڈیا میں آرہی ہے، جو عرق کی شکل میں ہے، بظاہر اس سے یہی گمان ہوتا ہے کہ اس کے اجزا مکمل طور پر تبدیل ہو چکے ہیں، اس لئے اگر اس کی وجہ سے انسان کی زندگی یا اس کی کسی صلاحیت پر منفی اثر نہیں پڑتا ہو تو اس کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اور طبی اعتبار سے کیا اثر پڑ سکتا ہے؟ اس کا فیصلہ طبی ماہرین ہی کی رائے پر ہو سکتا ہے، رہ گیا لاکھوں افراد میں دو چار آدمی کا ویکسین کے استعمال کے بعد نقصان سے دوچار ہونا تو یہ کوئی دلیل نہیں؛ کیوں کہ روزمرّہ جو دوائیں استعمال کی جاتی ہیں، بعض دفعہ ان کا بھی ری ایکشن ہوتا ہے، اور بہت سی اموات ہو جاتی ہیں، بہرحال علاج ایک تدبیر ہے اور تدبیر کوئی بھی ہو، اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی سے نتیجہ خیز ہوتی ہے؛ اس لئے دعا کا اہتمام بھی ضروری ہے کہ کورونا کی جو لہر بار بار آ رہی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔ ☆☆

اجلاس تحفظ ختم نبوت

کراچی (حافظ سیّد عرفان علی شاہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ نارتھ کراچی کے زیر اہتمام گزشتہ دنوں جامعہ یٰسین القرآن اکبری و مدنی مسجد میں اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ اجلاس کا آغاز قاری ظفر اقبال کی تلاوت سے ہوا۔ اس موقع پر مولانا مفتی نصر اللہ نے اجلاس کی غرض وغایت بیان کی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی ترغیب دی۔ اس کے بعد مولانا قاضی احسان احمد نے علماء کرام کے سامنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف اور ردِّ قادیانیت کے لئے کام کا طریقہ کار بتایا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی، مرزائی مرد، عورتیں اپنے جھوٹے مذہب کے لئے محنت کرتے ہیں، میرا اور آپ کا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائی، بہنوں کے ایمان بچانے کی فکر کریں۔ جامعہ یٰسین القرآن کے مہتمم وبانی حضرت مولانا مفتی سیّد نجم الحسن امروہوی، مفتی سیّد زبیر الحسن اور مدرسہ کے تمام اساتذہ کرام شریک ہوئے۔ اس موقع پر علماء کرام میں مفتی نصر اللہ، مفتی ثناء الرحمٰن، مفتی محمد اویس، مولانا شاکر اللہ، قاری ظفر اقبال، مولانا محمد علی قمر، مولانا محمد ابرار شریف، مولانا مختیار احمد ودیگر نے شرکت کی۔ اجلاس کا اختتام مفتی ثناء الرحمٰن کی دعا سے ہوا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور واقعہ ہجرت

قسط:۲

مفتی خالد محمود

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دوست اور یارِ غار، خلیفۂ اوّل، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو عشقِ رسول کی بھٹی میں تپ کر کندن بن چکے تھے، جنہوں نے اسلام کے لئے سب کچھ قربان کر کے سب کچھ پالیا تھا اور راہِ عشق میں وفا کی نئی بنیاد ڈالی تھی، جن کے دل میں سوز و گداز کی شمع فروزاں تھی، جو ہر ایک کی مصیبت پر تڑپ اٹھتے، سوزِ دروں جنہیں ہر وقت بے قرار رکھتا۔ جنہوں نے بغیر چوں وچرا کے اپنے آقا کی تصدیق کی اور پھر اپنی تمام توانائیاں، مال ودولت اور اپنی زندگی اپنے آقا پر نچھاور کردی، جب ہجرت کا وقت آیا تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا جان کی بازی اور موت کا سودا تھا، اس سفر میں قدم قدم پر خطرات تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سفر میں جس جانثاری اور خدمت کا مظاہرہ کیا وہ صرف اور صرف آپ کے ہی مقدر میں تھا، اس سفرِ ہجرت کی داستان ذیل میں واقعاتی انداز میں بیان کی گئی ہے۔

ابھی دن ڈھلا ہی تھا کہ کسی نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ ڈھانپے ہوئے آپؓ کے مکان کی طرف تشریف لارہے ہیں۔

یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ چونک اُٹھے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ صبح یا شام کو حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لاتے تھے، آج خلاف معمول دوپہر کو تشریف لا رہے ہیں، ضرور کوئی اہم واقعہ پیش آیا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی، ہزاروں اندیشوں میں گھرے ہوئے لرزتے ہاتھوں سے آقائے نامدارؐ کے جاں نثار نے دروازہ کھولا، اجازت ملنے پر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف لائے اور فرمایا:

"سب کو اپنے پاس سے ہٹادو۔"

حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کے علاوہ اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا، اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! یہ تو آپ کے گھر کے لوگ ہیں، ان سے کوئی اندیشہ نہیں۔"

"مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔"

"میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا مجھے رفاقت کی سعادت نصیب ہوگی؟"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"ہاں آپ میرے ساتھ ہوں گے۔"

یہ سن کر خوشی کے مارے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اس سے بڑھ کر سعادت، اس سے بڑھ کر خوشی کا مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے اور کون سا ہوسکتا تھا کہ عظیم اور تاریخی سفر جس نے تاریخ کا رُخ موڑ دیا، اس میں رہبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کا شرف حاصل ہو رہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "اس سے پہلے میں نے خوشی سے کسی کو روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔"

ہجرت کا یہ سفر عام اور معمولی سفر نہیں تھا، اس سفر میں قدم قدم پر شدید ترین خطرات تھے، یہ جان کی بازی اور موت کا سودا تھا، اس سفر میں رفاقت درحقیقت موت کے منہ میں کودنا اور ہلاکت کی آواز پر لبیک کہنا تھا۔ مگر وہ شخص جس کا دل قوت ایمانی سے لبریز تھا، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان و یقین اس قدر پختہ تھا کہ اس نے اندیشوں اور وسوسوں کو سر ابھارنے ہی نہیں دیا، یقین تو ہوتا ہی وہ ہے جو سراپا انقیاد ہو، یقین کامل انجام وعواقب سے بے پرواہ ہوکر سر تسلیم خم کرتا ہے۔ جو مصلحت بین ہو سمجھ لو اس میں یقین کی کمی ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یقین اس حد تک کامل تھا کہ کوئی اس تک پہنچ نہیں پاتا تھا۔ پھر آپؐ تو تسلیم ورضا کے پیکر تھے، خدا

اور رسول کے حکم کے سامنے چوں و چرا کرنا جانتے ہی نہ تھے تو اس موقع پر کیوں پس وپیش کرتے بلکہ خوشی و مسرت سے رو پڑے کہ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا اور زیادہ موقع ملے گا، وہ تو منتظر تھے اس دن کے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

’’یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اس دن کے لئے دو اونٹنیاں پال رکھی ہیں، ان میں سے ایک آپ لے لیں۔‘‘

’’ٹھیک ہے مگر جس قیمت پر تم نے خریدا ہے، اسی قیمت پر مجھے دے دو، اس کے بغیر نہیں لوں گا۔‘‘

’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا سب کچھ آپ کا ہے مگر آپ جس طرح فرمائیں، میرے لئے اسی میں خوشی ہے۔‘‘

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر لوٹ آئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو پہلے سے اجرت پر تیار کرلیا تھا کہ وہ غیر معروف راستہ سے مدینہ تک ان کی راہنمائی کرے، اونٹنیاں بھی اس کے حوالے کردیں کہ جو جگہ مقرر کی جائے، وہاں اونٹنیاں لے کر پہنچ جائے۔

☆......☆......☆

آدھی رات ہوچکی ہے آج کی رات کچھ زیادہ ہی تاریک ہے، اس کے سناٹے میں آج کچھ اضافہ ہوگیا ہے، مکہ کی گہما گہمی آج وقت سے پہلے ہی ختم ہوچکی ہے، اس تاریک اور ہُو کے عالم میں چند سائے ایک گھر کے گرد منڈلا رہے ہیں، چہروں پر نقاب، ہاتھوں میں تلوار لئے وہ مستعد کھڑے اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب رات کے آخری پہر میں اللہ کا رسولؐ اپنے رب سے رازونیاز کرنے گھر سے نکل کر اللہ کے گھر کی طرف روانہ ہوگا۔ وہ خوش تھے کہ صبح بنوہاشم کے گھر میں صف ماتم بچھی ہوگی اور اپنے زعم باطل کے مطابق وہ اپنے سب سے بڑے حریف اور دشمن سے چھٹکارا حاصل کر چکے ہوں گے۔ ان کے سان وگمان میں بھی نہ تھا کہ اس سخت پہرے سے نظر بچا کر، ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر حضور اکرم صلی علیہ وسلم بلاخوف وخطر سلامتی کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلاتے ہوئے فرمایا:

’’علی! تم بے دھڑک اس بستر پر سو جاؤ، تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میرے پاس مکہ والوں کی یہ امانتیں ہیں، ان کو واپس کر کے مدینہ چلے آنا۔‘‘

امانتوں کی تفصیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سمجھائی اور گھر سے نکلے، خاک کی ایک مٹھی اٹھائی اور محاصرین کے سروں پر ڈال کر سورۃ یٰسین پڑھتے ہوئے آپؐ اس طرح نکلے کہ کسی کو کانوں کان خبر ہی نہ ہوسکی۔ اللہ تعالیٰ جسے بچانا چاہے، دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ اللہ تعالیٰ اسباب کا محتاج نہیں، جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رکھا، جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا میں راستے بنا لئے، جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو گلزار بنادیا، اسی ذات نے آج کفار کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا اور باوجود مستعدی کے وہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا شبہ بھی نہ ہوسکا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی خوف و خطر کے تن تنہا گھر سے نکلے، بظاہر آپ تنہا تھے مگر حقیقت میں آپ تنہا نہیں تھے کہ آپ کا رب آپ کے ساتھ تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اجڑے ہوئے مکانوں کو دیکھا جو احتجاج اور صدمے کی خاموش کراہ بن کر آپؐ کی صداقت کے قدم چوم رہے تھے جن کے مکینوں نے آخرت کے زبردست یقین پر رنگینیوں سے بھرپور دنیا تج ڈالی تھی، جن کو گھائل کر کے ان کے مکانوں سے صرف اس لئے نکال دیا گیا تھا کہ وہ اپنے خالق و مالک کی پرستش کر کے اسے کیوں راضی کرنا چاہتے ہیں، پتھروں کی پوجا کر کے اپنی آخرت کیوں برباد نہیں کرتے، جن کے جسم کے ہر حصے کو اس لئے زخمی کیا گیا تھا کہ وہ انسانوں پر ظلم کیوں نہیں ڈھاتے، اپنی بچیوں کو اپنے ہی ہاتھوں زندہ درگور کیوں نہیں کرتے، کمزوروں پر کیوں رحم کھاتے ہیں، لوٹ مار کیوں نہیں کرتے، مگر ہاں! ان اُجڑے ہوئے مکانوں کے باشندے ہی تھے جنہوں نے انسانوں کو لوٹنے کے بجائے اللہ کے نام پر خود لُٹ جانا پسند کیا، جن کو لذیذ اور پرتعیش دسترخوان اور سرد و شیریں پانی کے مقابلے میں بھوکا پیاسا رہنا اور جَو کی روٹی کھانا پسند تھا مگر اپنے ایمان میں اضمحلال وضعف منظور نہ تھا۔ اُجڑے ہوئے مکانوں کے چاروں طرف وہ مکانات بھی تھے جو خود تو آباد تھے مگر ان کے مکینوں کے دل اجڑے ہوئے تھے، وہاں زندگی

کی کوئی آواز بھی تو غفلت میں ڈوبی ہوئی۔

ان کو دیکھ کر اس وقت بھی جب کہ یہی لوگ آپ کے خون کے پیاسے تھے، آپ کے دل میں درد کی لہر اُٹھ رہی تھی کہ اے کاش! یہ راہ راست پر آ جاتے، ان کے دل نورِ ایمان سے منور ہو جاتے، ان غفلت و تاریکی میں ڈوبے ہوئے مکانات میں ایک مکان ایسا بھی تھا جس کے در و بام نور ایمان سے روشن تھے، جس کے مکین اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لئے نرم و گداز بستر چھوڑ کر اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے تھے، جن کے پُرسوز نالے کفر کی دنیا کو تہہ و بالا کئے رہتے تھے۔ اسی گھر کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک بڑھتے چلے جارہے تھے۔ یہ بنو تیم کے سوداگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ عجیب سوداگر تھا یہ۔ اللہ کی رضا خریدنے کے لئے قیمت میں اس نے اپنا سب کچھ پیش کر دیا تھا۔

اللہ کا پیارا نبیؐ اپنے پیارے دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا، آہستہ سے دروازے پر دستک دی، حضرت ابوبکر رضی االلہ عنہ پہلے سے تیار بیٹھے تھے، جلدی سے دروازہ کھولا، آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کو روشن کر دیا۔ جلدی جلدی کچھ سامانِ سفر دُرست کیا، ستو کے تھیلے کا منہ بند کرنے کے لئے جلدی میں کچھ نہ ملا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمر بند کا ایک حصہ پھاڑ کر تھیلے کا منہ باندھا اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ”ذات النطاقین“ کا لقب حاصل کیا۔

عبداللہ بن اریقط کو پہلے سے تیار کر لیا تھا، اپنے غلام عامر بن فہیرہؓ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تاکید کی کہ رات کو بکریاں لے کر غار کے دہانہ پر آ جایا کرے تاکہ تازہ دُودھ مل سکے۔ اپنے بیٹے عبداللہؓ کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ دِن بھر کی خبریں شام کو آ کر بتایا کرے۔ غرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے سے تمام تیاریاں مکمل کر رکھی تھیں اور اس قدر رازداری سے کہ کسی کو پتہ بھی نہ چل سکا۔ رات کی تاریکی میں اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہما نے دونوں بزرگوں کو الوداع کہا اور راہ حق کے یہ مسافر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اللہ کے نبی نے مدینہ کا رخ کرنے کی بجائے مکہ کے جنوب میں سفر کیا تاکہ کفار مکہ کو پتہ نہ چلے اور وہ مدینہ کے راستہ میں ہی کھوج لگاتے پھریں۔

مکہ سے نکل کر حَزْوَرَہ کے مقام پر پہنچنے کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور بڑے درد کے ساتھ فرمایا:

”اے مکہ! خدا کی قسم تو مجھے خدا کی زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور خدا کو بھی اپنی زمین میں تو ہی سب سے بڑھ کر محبوب ہے، اگر تیرے باشندوں نے مجھے نہ نکالا ہوتا تو میں کبھی تجھے چھوڑ کر نہ نکلتا۔“

جس سرزمین کی قسم اللہ جل شانہ نے صرف اس لئے کھائی تھی کہ اس میں اللہ جل شانہ کا محبوب رہتا ہے، آج کافروں نے محبوب خدا کو اس کی محبوب سرزمین سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔

دنیا کا سب سے بڑا محسن اور خیر خواہ بغیر کسی قصور کے بے گھر ہو رہا تھا، آج وہ ان گلیوں کو الوداع کہہ رہا تھا جن میں وہ چل پھر کر جوان ہوا اور جن میں اس نے حق کا بول بالا کرنے کے لئے ہزاروں ہی چکر کاٹے تھے، جن میں اس نے گالیاں سنی تھیں اور ایذائیں سہی تھیں۔

آج وہ حرم کے اس مرکز روحانی سے جدا ہو رہا تھا جس میں اس نے بارہا سجدے کئے تھے، بارہا قوم کی فلاح کے لئے دعائیں مانگی تھیں، بارہا قرآن پڑھا تھا اور بارہا اس مقدس چاردیواری میں بھی مخالفین کے ہاتھوں دکھ اٹھائے تھے اور ان کے دل چھیدنے والے بول سنے تھے۔

آج وہ اس شہر کو آخری سلام کہہ رہا تھا جس میں ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے کارناموں کا نشان موجود تھا اور اس کی فضاؤں میں ان کی دعاؤں کی لہریں اب تک متحرک تھیں۔

کلیجہ کٹا ہوگا، آنکھیں ڈبڈبائی ہوں گی، جذبات امڈے ہوں گے مگر اللہ کی رضا اور زندگی کا مشن چونکہ اس قربانی کا طالب ہوا، اس لئے انسان کامل نے یہ قربانی بھی دے دی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے، کفار کی تمام تدابیر بے کار ہو چکی تھیں، صبح تک انتظار کیا کہ اب اللہ کے حبیب گھر سے نکلیں گے اور ہم بیک وقت ان پر ٹوٹ پڑیں گے مگر وہ انتظار ہی کرتے رہے۔ جب بہت دیر ہو گئی تو ان کا انتظار اضطراب میں بدلنے لگا، آخر مجبور ہو کر وہ گھر کے اندر کود پڑے۔ اندر داخل ہوتے ہی ان کے ہوش اڑ گئے، ان کے منہ حیرت سے کھلے رہ گئے، وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بڑے آرام سے حضرت علی رضی اللہ عنہ استراحت فرما رہے تھے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

جانشین امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

حضرت مولانا سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ کی رحلت

پروفیسر عبدالواحد سجاد

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سب ہی آئے ہیں مرنے کے لئے

انسانی زندگی خوشیوں اور غموں کا ایسا امتزاج ہے جس میں انسان کی تمام عمر گزر جاتی ہے۔ انسان ان کیفیات میں کبھی خوش نظر آتا ہے اور کبھی رنجیدہ دکھائی دیتا ہے۔ انسانی زندگی میں بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا انسان کے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں ہوتا۔ ان کی خلوت وجلوت دونوں سے انسان کو آسودگی اور راحت ملتی ہے، لیکن اس زندگی کا حاصل بقا نہیں فنا ہے۔ بڑے سے بڑا انسان بالآخر موت کی آغوش میں جا کر رہتا ہے۔ زندگی میں بہت سی ایسی شخصیات سے انسان کسبِ فیض کرتا ہے جس کے اثرات آنے والی زندگی میں اس کی شخصیت پر مرتسم ہوجاتے ہیں، والدین کے علاوہ اساتذہ اور علماء ومشائخ کی صحبت انسان کو کندن بناتی ہے۔ ایسے بزرگوں میں سے جب کسی کی رخصتی ہوتی ہے تو ان کی کمی محسوس ہونا فطری امر ہے۔

امیر شریعتؒ کے جانشین اور سب سے چھوٹے فرزند ارجمند حضرت مولانا سیّد عطاء المہیمن شاہ کی رحلت ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ وہ شکل وصورت میں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے مشابہت ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کی جرأت وبہادری اور دینی غیرت وحمیت کی چلتی پھرتی تصویر تھے، اپنے والد کی طرح ان کی پوری زندگی تحفظ ختم نبوت میں گزری اور قادیانیت کے برگ وبار کو خاکستر کرنے کے لئے ان کی طرح آخری وقت تک ڈٹے رہے۔ امیر شریعتؒ نے ۱۹۵۰ء میں ختم نبوت کی حفاظت کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

’’ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے جو شخص اس کو چوری کرے گا، جی نہیں، حوصلہ کرے گا، میں اس کے گریبان کی دھجیاں بکھیر دوں گا۔ میں میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا نہیں، نہ اپنا نہ پرایا۔ میں انہی کا ہوں اور وہی میرے ہیں، جن کے حسن و جمال کی رب کعبہ نے قسمیں اٹھائیں، میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو مجھ پر لعنت ہے اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں، لیکن سارقوں (چوروں) کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں۔‘‘

ایک اور موقع پر عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’مسلمانو! ختم نبوت کے عقیدے کو یوں سمجھو جیسے یہ ایک مرکز دائرہ ہے جس کے چاروں طرف توحید، رسالت، قیامت، ملائکہ کا وجود، صحائف سماوی کی صداقت قرآن کریم کی حقانیت وابدیت، عالم قبر وبرزخ، یوم النشور، یوم حساب گردش کرتے ہیں، اگر یہ اپنی جگہ سے ہل جائے تو سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا، دین نہیں بچے گا۔‘‘

امیر شریعتؒ کو میں تو نہ دیکھا سکا لیکن اپنے والد مرحوم کی زبان سے ان کی دینی حمیت وغیرت کے تذکرے بار بار سنے۔ انگریزی نظام سے نفرت انہوں نے امیر شریعتؒ سے سیکھی، وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں انگریزی والوں کو اپنے سامنے ذلیل ہوتا دیکھوں گا، وہ ڈگریاں لئے پھریں گے مگر غمِ روزگار انہیں پاگل بنا دے گا اور ان کی ڈگری کی حیثیت کاغذ کے ایک ٹکڑے سے زیادہ نہیں ہوگی۔ آج ہماری آنکھیں وہ مناظر دیکھ رہی ہیں۔

امیر شریعتؒ کے دو فرزندان ارجمند سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاریؒ اور سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ کی میزبانی کا شرف اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ مجھ ناکارہ کو سیدعطاء المؤمنؒ کی تین دن اور سید عطاء المہیمنؒ کی ایک دن خدمت کا موقع ملا۔ قحط الرجال کے اس دور میں ان کے وجود روشنی کا استعارہ تھے۔ ان کی معیت میں جتنے لمحات میسر آئے، اس میں یہ احساس ہوتا رہا کہ ماضی کے شاندار امانت داروں کے قدموں میں بیٹھے ہیں، جن کی عالی نسبی ہی نہیں ان کا فقر واستغناء بھی اپنوں تو کیا ان کے مخالفوں

میں بھی قابل احترام تھا، اس قدر ناشناس معاشرے میں اپنی خودداری اور حمیت اور جرأت و بے باکی سے اپنا مقام خود پیدا کیا۔ طعن وتشنیع، قیدو بند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ کالم کی طوالت کے خوف سے حضرت سیدعطاء المومنؒ کی صحبت کا تذکرہ آئندہ کے لئے اٹھار کھتے ہیں۔

پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ ہمیشہ سرخ قمیض زیب تن فرماتے کہ یہ رنگ قربانی کی علامت ہے اور اس عزم کا اظہار ہے کہ احرار کے کارکن اور راہنما ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں، ان کی قیادت میں چناب نگر جہاں قادیانیوں نے اپنی عدالتیں بھی قائم کر رکھی ہیں، کسی قادیانی کو سرکاری کورٹ، کچہری میں نہیں جانے دیا جاتا، قادیانی عدالتوں میں مقدمات سنے جاتے ہیں اور سزائیں دے کر ان پر بھی عملدرآمد کیا جاتا ہے، ایک ہزار اڑتیس کلو میٹر پر محیط چناب نگر کے مالکانہ حقوق ”احمدیوں“ کے پاس ہیں، جہاں انہی کا قانون چلتا ہے۔ اس چناب نگر میں مجلس احرار ایک بڑا کمپلیکس بنا رہی ہے اور سالانہ جلوس بھی نکالا جاتا ہے، جس کی قیادت اپنی امارت کے دور میں ”پیر جی“ فرماتے اور سالانہ کانفرنس میں زعمائے احرار کے علاوہ اکابر علماء اور عاشقان ختم نبوت شریک ہوتے۔

پیر جی کو میں نے ”عظمتِ قرآن کانفرنس“ میں جامع مسجد حنفیہ اڈیالہ روڈ پر بلایا، آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بیان کا رخ قادیانیت کی طرف ہو گیا اور ساری تقریر اسی موضوع پر فرمائی۔ تقریر کے بعد جب غریب خانے پر واپس آئے تو کہنے لگے: سجاد صاحب! آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ”عظمتِ قرآن کانفرنس“ ایک طرف رہی، میں قادیانیت پر ہی بولتا رہا۔ معاف کرنا مجھے! یہاں قادیانیت کی آس پاس سے بو باس آئی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرف لگایا۔ وہ تشریف لے گئے تو چند دنوں بعد وہ بو سامنے آ گئی۔ ہماری مسجد کی کمیٹی کے سابق صدر کی معرفت پی آئی اے کے ایک باریش انجینئر آئے اور کچھ بیان کے لئے وقت مانگا، انہوں نے سائنسی انداز اختیار کیا اور بظاہر اسلام کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ سامعین خاصے متاثر ہوئے اور ان صاحب نے پھر آنے کا کہا تو لوگوں نے بھی کہا کہ ضرور آپ تشریف لائیں۔ وہ ایک آدھ ہفتے کے بعد دوبارہ آئے اور انہوں نے عوام کو قرآن کریم مولویوں سے پڑھنے کے بجائے خود پڑھنے کا ”درس“ دیا اور پھر اپنی رام کہانی شروع کی۔ میں بھی سامعین میں شامل تھا۔ ایک دو باتیں انہوں نے ایسی کیں کہ میں نے ان سے براہِ راست سوال کیا کہ آپ یوں فرمائیں، کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے؟ انہوں نے اس سوال کا جواب دینے کی بجائے ادھر ادھر کی ہانکی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کے پاس اس سوال کا جواب نہیں تو آپ تشریف لے جائیں اور آئندہ ادھر کا رخ نہ کریں۔ ہم سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں، بعد میں عقدہ کھلا کہ وہ قادیانی تھے۔ یہ حضرت پیر جی کی کرامت ہی تھی کہ ”بو“ سامنے آئی اور پھر پکڑی بھی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، خدمات قبول فرمائے، آمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۰؍فروری ۲۰۲۱ء)

بقیہ:...... سیدنا صدیق اکبرؓ

محاصرین نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور غصہ سے پاگل ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنجھوڑ ڈالا اور ان کو پیٹتے اور مارتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سکون سے جواب دیا: ”مجھے کیا معلوم، تم لوگوں نے انہیں نکالا، وہ نکل گئے۔“ یہ صاف جواب سن کر وہ بکتے جھکتے چلے گئے۔

سب پریشان تھے کہ اب کیا کیا جائے؟ ابوجہل نے کہا:

”سیدھے ابوبکر کے گھر چلو! وہ اس گھر کے علاوہ کہیں اور نہیں جا سکتے۔“

اس موقع پر ابوجہل کے ساتھیوں نے اس برمحل مشورے پر خوب داد دی کہ اس پریشانی کے عالم میں بھی اس کا ذہن کس قدر صحیح سوچتا ہے۔

پوری ٹولی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچی، دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھولا، ابوجہل نے پوچھا:

”تیرا باپ کہاں ہے؟“

”بخدا مجھے معلوم نہیں۔“

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بڑے اطمینان سے جواب دیا تو ابوجہل غصہ میں پاگل ہو گیا اور اس بدزبان و درشت خُو نے اس زور سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے منہ پر طمانچہ مارا کہ ان کے کان کی بالی ٹوٹ کر دور جا گری۔

وہاں سے ناکام ہو کر ابوجہل نے کہا:

”تعاقب جاری رکھو اور چاروں طرف پھیل جاؤ۔ وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔“

اور ہر طرف تیزی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش شروع ہو گئی۔ (جاری ہے)

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۷

حافظ محمود راجا، سجاول

حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم (حضرت علی المرتضیٰؓ) سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار موقعوں پر خاموشی اختیار فرماتے تھے: (۱) برداشت کرنا، (۲) بیدار مغز ہونا، (۳) اندازہ لگانا، (۴) غور وفکر کرنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو باتوں کا اندازہ لگایا کرتے تھے کہ کس طرح سے تمام لوگوں کے ساتھ دیکھنے میں اور بات سننے میں برابری کا معاملہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہنے والی آخرت اور فانی ہونے والی دنیا کے بارے میں غور وفکر فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلم اور صبر دونوں صفتوں سے نوازا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کی وجہ سے اتنا غصہ نہیں آتا تھا کہ آپے سے باہر ہوجائیں۔ (وقد رواہ الحدیث بطولہ ترمذی فی شمائل عن الحسن بن علیؓ قال حالی. تزکرہ وفیہ حدیثہ عن اخی الحسین بن علی بن ابی طالب وقد رواہ البیہقی فی الدلائل عن الحاکم باسنادہ عن الحسن قال: سالت ھند بن ابی ھالتہ، فذکرہ کذا ذکر الحافظ ابن کثیر فی البدایہ، ج:۲، ص:۳۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار چیزوں کے بارے میں بیدار مغزی عطا فرمائی تھی ایک بھلی باتوں کو اختیار کرنا، دوسرے ان امور کو اختیار کرنا یا اہتمام کرنا جن سے امت کا دنیا و آخرت میں فائدہ ہو (اس روایت میں چار چیزوں سے صرف دو کا ذکر ہے) اور کنز العمال کی روایت کے آخر میں یہ مضمون بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار چیزوں کے بارے میں بیدار مغزی عطا فرمائی تھی، ایک نیک بات کو اختیار کرنا، تاکہ اس نیک بات میں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کریں، دوسرے بری بات کو چھوڑنا تاکہ لوگ بھی اس سے رک جائیں، تیسرے اپنی امت کی بھلائی والے کاموں کے بارے میں خوب سوچ بچار کرنا، چوتھے امت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا جس سے ان کی دنیا و آخرت کا فائدہ ہو۔ (وھذا ذکرہ فی المجمع، ج:۸، ص:۲۷۵، عن البزانی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس تک خدمت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی مجھ کو اُف بھی نہ کہا، اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر خوش خلق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک دن کسی کام کے لئے بھیجا، میں نے کہا میں نہیں جاتا، اور دل میں یہ تھا کہ جہاں حکم دیا ہے، وہاں جاؤں گا (یہ بچپن کا اثر تھا) میں وہاں سے چلا تو چند کھیلنے والے لڑکوں پر گزرا، اچانک حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے (آکر) میری گردن پکڑلی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تو جہاں میں نے کہا تھا وہیں جارہے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! یارسول اللہ! میں جارہا ہوں۔ (مسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر ایک نجران کا بنا ہوا موٹی کنی کا چادرہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بدوی ملا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چادرہ پکڑ کر بڑی زور سے کھینچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینے کے قریب جا پہنچے، پھر کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے بھی اللہ کے اس مال میں سے دینے کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف التفات فرمایا، پھر ہنسے اور اس کے لئے عطا فرمانے کا حکم فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریاں مانگیں جو (جو آپ ہی کی تھیں اور) دو پہاڑوں کے

درمیان پھر رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سب دے دیں۔ وہ اپنی قوم میں آیا اور کہنے لگا: اے قوم! مسلمان ہوجاؤ، واللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوب دیتے ہیں کہ خالی ہاتھ رہ جانے سے بھی اندیشہ نہیں کرتے۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز نہیں مانگی، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہو کہ نہیں دیتا، (اگر ہوا تو دے دیا ورنہ اس وقت معذرت) اور دوسرے وقت کے لئے وعدہ فرمالیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت جبیر بن معطمؓ سے روایت ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حنین سے واپس ہورہے تھے، آپ کو بدوی لوگ لپٹ گئے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ رہے تھے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ببول کے درخت سے اڑا دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چادر بھی چھین لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور فرمایا: ''میرا چادرہ تو دے دو، اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا، پھر مجھ کو نہ بخیل پاؤ گے، نہ جھوٹا، نہ تھوڑے دل کا۔'' (بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے اور نہ طعنہ دینے والے تھے، کوئی بات عتاب کی ہوتی تو یوں فرماتے: فلانے شخص کو کیا ہوگیا، اس کی پیشانی کو خاک لگ جائے (جس سے کوئی تکلیف ہی نہیں، خصوصاً اگر سجدہ میں لگ جائے تب تو یہ دعا ہے نمازی ہونے کی اور نماز میں خاصیت ہے بری باتوں سے روکنے کی تو اصلاح کی دعا ہوئی)۔ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر شرم والے تھے کہ کنواری لڑکی جیسے اپنے پردہ میں ہوتی ہے، اس سے بھی زیادہ، سو کوئی بات ناگوار دیکھتے تو (شرم کے سبب سے زبان سے نہ فرماتے مگر) ہم لوگ اس کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں دیکھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت اسودؓ سے روایت ہے کہ میں نے اماں عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ گھر والوں کے کام میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرلیتے تھے جس طرح تم میں کا عام آدمی اپنے گھر میں کام کرلیتا ہے، اور حضرت عائشہؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ بشر کے ایک بشر تھے (گھر کے اندر مخدوم اور ممتاز ہوکر نہ رہتے تھے) اپنے کپڑے میں جوئیں دیکھ لیتے تھے کہ شاید کسی کی چڑھ گئی ہوں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پاک تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور اپنا ذاتی کام بھی خود کرلیتے تھے۔ (ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا، نہ کسی عورت کو، نہ کسی خادم کو، ہاں راہ خدا میں جہاد اس سے مستثنیٰ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تکلیف پہنچانے والے سے انتقام لیا ہو، البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرتا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے لئے اس سے انتقام لیتے تھے۔

(مسلم کذا فی الصراح معنی الاجتناب ۲۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کا تھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گیا تھا، اور دس برس تک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، میرے ہاتھوں کوئی نقصان بھی ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ملامت نہیں کی، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے کسی نے ملامت بھی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جانے دو اگر کوئی (دوسری) بات مقدر ہوتی تو وہی ہوتی۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی بیمار پرسی فرماتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے۔ الخ (ابن ماجہ، بیہقی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے خود نہ نکالتے تھے، یہاں تک کہ وہی اپنا ہاتھ نکال لیتا تھا، اور نہ اپنا منہ اس کے منہ کی طرف سے پھیرتے تھے، یہاں تک کہ وہی اپنا منہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف سے پھیر لیتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے پاس بیٹھنے والے کے سامنے اپنے زانو کو بڑھائے ہوئے نہیں دیکھے گئے، (بلکہ صف میں سب کے برابر

بیٹھتے تھے) ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زانو سے مراد پاؤں ہوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاتے تھے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یارسول اللہ! مشرکین پر بددعا کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کوسنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

حضرت عائشہؓ سے ایک لمبا قصہ طائف کا منقول ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے ہاتھوں اس قدر اذیت پہنچی جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کی تکلیف سے بھی زیادہ سخت فرمایا ہے، اس وقت جبرائیلؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہاڑوں کے فرشتے سے ملایا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو حکم دیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو میں دونوں جانب پہاڑوں کو آپس میں ملادوں (تاکہ یہ لوگ سب درمیان میں پس جائیں) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیم وکریم ذات نے فرمایا: نہیں! بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ (شاید) اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کردے، جو کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت علیؓ سے ایک لمبا قصہ منقول ہے جس میں کسی یہودی کا جو کہ مسلمانوں کی رعیت ہو کر مدینہ آرہا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کچھ قرض تھا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار اس قدر تنگ کیا کہ ظہر سے اگلے دن صبح تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد سے گھر بھی نہیں جانے دیا، لوگوں کے اس کو دھمکانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس قصہ میں ہے کہ جب دن چڑھا تو یہودی نے کہا: ''اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد انک رسول اللّٰہ'' اور یہ بھی کہا کہ میں نے تو یہ سب اس لئے کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفت توراۃ میں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ کے بیٹے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے، اور سلطنت شام میں بھی ہوگی۔ (چناں چہ بعد میں ہوئی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سخت خو ہیں اور نہ درشت مزاج ہیں، نہ بازاروں میں شور وغل کرنے والے ہیں اور نہ بے حیائی کا کام، نہ حیائی کی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع ہے مجھے اس کا دیکھنا تھا (کہ دیکھوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہیں یا نہیں، سو دیکھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہیں) اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد انک رسول اللّٰہ. الخ. (بیہقی)

(جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس، مانسہرہ

مانسہرہ (مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی) مانسہرہ میں گزشتہ ماہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ مہمان خصوصی تھے۔ حضرت کے بیانات جہاں قرآن وسنت کی خوشبو پھیلاتے ہیں، وہاں تاریخ کے انمٹ نقوش کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا مدظلہ کو تقریر کا ایسا ملکہ عطا فرمایا ہے کہ لوگ گھنٹوں بیانات کرکے اتنا مواد اور لوگوں کو اپنی بات نہیں سمجھا سکتے جو حضرت اپنی خداداد صلاحیتوں سے منٹوں میں دلوں میں اتار دیتے ہیں۔ حضرت کو اکابر کی خاص نگاہ، دست شفقت اور سرپرستی حاصل تھی اور ہے وہ تھوڑے وقت میں بڑا کام کرجاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ختم نبوت کی جن لوگوں نے چوکیداری کی اللہ پاک نے ان کو دنیا میں بھی عزت عطا فرمائی ہے اور جن لوگوں نے ختم نبوت کے ساتھ وفاداری نہیں کی وہ دنیا میں بھی آخرکار ذلیل ورسوا ہوئے اور ان کی آخرت بھی خراب ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو جو شخص بھی نبی مانے وہ دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے خواہ وہ کسی بھی عہدے اور مقام پر فائز ہو۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ملک جعفر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ پہلے قادیانی تھا، اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت نصیب فرمائی مسلمان ہوا، گھر والی بھی مسلمان ہوئی، بچے بھی مسلمان ہوئے، یہاں تک کہ ساس بھی آخرکار مسلمان ہوئی، وہ قومی اسمبلی کے بھٹو مرحوم کے دور میں ممبر منتخب ہوئے بڑے خوش نصیب انسان تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف اللہ تعالیٰ نے عطا کردیا۔ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جب چاہتا ہے جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارا دل اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی طرف پھیر دیا ہے، اس لئے ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا لازم ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی جو بھی غلامی کرے گا وہ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے اس کا رشتہ ختم ہوجائے گا وہ کوئی بھی ہو، افسر ہو یا غلام ہو، آقا ہو یا خادم، بڑا ہو یا چھوٹا ہو، حاضر سروس ہو یا ریٹائرڈ، مال دار ہو یا غریب۔ کانفرنس دیر تک جاری رہی اور علاقہ کے عوام نے بھرپور شرکت کی۔

اسرائیل تسلیم کرنے والوں کے شبہات!

سکندر خاکی

موجودہ دورِ حکومت میں چند ایسے مسائل کو(جن کے بارے میں اسلام، مسلمانوں خصوصاً پاکستانیوں کا موقف ٹھوس واضح اور غیر متزلزل تھا) بحث ومباحثہ اور بے جا تبصروں کے ذریعے کمزور اور مشکوک بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حقوق نسواں اور مسئلہ کشمیر کے بعد اب ’’اسرائیل تسلیم‘‘ کرنے کا مسئلہ بھی زباں زد عام وخاص ہے کہ، اسرائیل کو تسلیم کیا جائے یا نہیں؟ اسرائیل کو تسلیم کرنے والے دانشور کچھ ایسے زاویوں سے اسے تسلیم کرنے کے فوائد بیان کرنے میں رطب اللسان ہیں کہ گویا اسرائیل تسلیم کرنے کے بعد ہمارے مسائل کی صدیوں سے الجھی ہوئی ڈور لمحوں میں سلجھ جائے گی اور ہم ترقی کی معراج پالیں گے۔ ان کے دلائل کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ: ان کی گفتگو قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت، مسلمانوں کی تابناک روشن تاریخ سے لاعلمی اور اپنی تہذیب وثقافت سے احساسِ کمتری میں مبتلا خوشامدانہ ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ اپنے مدعٰی پر چند دلائل دیتے ہیں جو درحقیقت دلائل نہیں بلکہ شبہات ہیں۔ کہتے ہیں کہ:

۱:... اسلام ہمیں غیر مسلم اقوام کے ساتھ اپنے دین کے دائرہ میں رہتے ہوئے اقتصادی اور سفارتی تعلقات قائم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

۲:... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ (ان کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے) ان کے ساتھ معاہدہ کرکے ان کو رہنے کا حق دیا تھا۔

۳:... ہم نے ہندوستان جیسے کافر کو تسلیم کرلیا ہے تو اسرائیل پھر بھی اہلِ کتاب ہے اسے تسلیم کرنے میں ہم بخل سے کام کیوں لیں؟

۴:... اسرائیل دنیا کے تختہ پر وجود رکھنے والی ایک حقیقت ہے: اس حقیقت کی نری مخالفت کرنا فرسودہ ذہنیت کی دلیل ہے جو ہم صدیوں سے کرتے ہوئے آرہے ہیں۔ اب دنیا گلوبلائزیشن بن چکی ہے۔ ہمیں اسرائیل کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

۵:... اسرائیل نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ ہماری ریاستی حیثیت کو تسلیم کرنے کی صورت میں فلسطین سمیت دوسرے مسلم ممالک کی اقتصادی اور فوجی امداد کے ذریعے مدد کی جائے گی!

پہلی بات یہ ہے کہ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ: اسلام ہمیں اقوامِ عالم کے ساتھ اپنی حیثیت برقرار رکھتے ہوئے اخلاقی طور پر اچھے اور خوشگوار تعلقات رکھنے کا درس دیتا ہے۔ لیکن قومِ یہود کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکم بڑا ٹھوس اور واضح ہے کہ:

’’اور ہرگز راضی نہیں ہوں گے تم سے یہ یہود اور نصاریٰ، یہاں تک تم ان کا دین اختیار کرلو!‘‘ (البقرہ)

یعنی اسرائیل تسلیم کرنا تو ان کو راضی کرنے کے لئے کوئی بات ہی نہیں اگر ہم ان کے لئے مکمل طور پر سونا اور چاندی بھی بن جائیں تب بھی وہ ہم سے راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ ہم اپنے دین واسلام سے ہاتھ دھوکر ان کا دین اختیار نہ کرلیں اور یہ حکم اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی نہیں دیا، بلکہ قرآنِ مجید میں ان کی انبیاء کرام کے ساتھ قدم قدم پر بے وفائیاں، مصلحین علماء اور صلحاء کے پے در پے قتل اور ان کے حسد اور کینہ کا بارہا تذکرہ کرنے کے بعد دیا ہے۔ گویا کہ ان کی زندگی کے واقعات سے تجربات کی روشنی میں ہمیں مشورہ کے طور پر ان سے دلی لگاؤ رکھنے اور دوستی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۲) اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد یہودِ مدینہ کے ساتھ چودہ نکاتی معاہدہ کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت مسلمان کمزور تھے۔ مدینہ میں رہنے والے مشرکین کے دو بڑے قبیلوں (اوس اور خزرج) نے نہ صرف مسلمانوں کی برتری حیثیت کو قبول کیا بلکہ ان کی مہمان نوازی اور اکرام کر کے اپنے تمام اختیارات ان کے حوالے کردیئے۔ صرف یہود

ہی ایسی قوم تھی جس نے مسلمانوں کی شان و شوکت سے جل بھن کر ان کی ریاستی برتری والی حیثیت کو قبول نہیں کیا۔ مسلمانوں کو ان کی زیرِ زمین سازشوں اور پیٹھ پیچھے چھرا گھونپنے والی عادت سے ہمیشہ خطرہ رہتا تھا، اس لئے وقتی مصلحت کے طور پر ان سے معاہدہ کرنا پڑا۔ لیکن اس معاہدہ کے فوراً بعد ان کے حسد اور کینہ کی آگ کا ظہور مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کے ساتھ آنکھ مچولی کرنے کی صورت میں ہوا۔ چنانچہ ان کی غداریوں اور معاہدہ کی خلاف ورزی کا جواب دینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مصلحت پسندی سے کام نہیں لیا۔ قبیلہ بنوقینقاع اور بنونضیر کو جلاوطن کیا۔ بنوقریظہ کو قتل کر کے انہیں جہنم رسید کیا اور خیبر والوں کے ساتھ جہاد کیا اور اس قوم کے ساتھ بے زاری کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں یہ دوٹوک فیصلہ دیا کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے ہی نکال باہر کیا جائے۔

اور اس چودہ نکاتی معاہدہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں حکومت، اختیارات اور برتری مسلمانوں کو حاصل ہوگی اور یہودی مدینہ میں ذمی اور ماتحت ہو کر زندگی گزاریں گے! اسرائیل، فلسطینی مسلمانوں کو جس معاہدہ کا جھانسہ دے رہا ہے وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

(۳) اسرائیل تسلیم کرنے والوں کا کہنا ہے کہ جب ہم نے ہندوستان جیسے کافر کو تسلیم کرلیا تو ہم اہلِ کتاب اسرائیل کو تسلیم کرنے سے بخل سے کام کیوں لیں؟ بے شک ہم نے ہندوستان کو تسلیم کیا ہے لیکن ہندوستان کا معاملہ اس سے بہت مختلف ہے۔ ہندوستان کے ساتھ ہمارا تنازع صرف زمینی ہے اور یہودیوں سے ہمارا تنازع زمینی ہی نہیں بلکہ نظریاتی بھی ہے کہ ان کے ساتھ تعلقات استوار کرنے سے ہمیں دینِ اسلام نے روکا ہے۔

(۴) یہ کہنا کہ اسرائیل ایک حقیقت ہے اس حقیقت سے انکار دقیانوسی ذہن کی عکاسی ہے! عرض یہ ہے کہ یہ تو اسرائیل کی اقتصادی مالی اور فوجی اسلحہ کے ذریعے سرپرستی کرنے والے انسانی خون کے پیاسے بھیڑیئے ”امریکا“ کا ہمیں دیا ہوا طعنہ ہے۔ کسی کے گھر پر چند ڈاکو قبضہ کر کے اس میں رہنے والوں کو باہر نکال دیں اور عزتوں کو تار تار کریں اور اس ڈاکو کا کوئی ساتھی گھر کے مالک سے کہے کہ ہمارا اس گھر میں موجود ہونا ایک حقیقت ہے اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ ورنہ آپ فرسودہ ذہنیت کے حامل کہلائیں گے۔ ایسے موقع پر اخلاقی جرأت اور غیرت رکھنے والا کوئی بھی انسان اس مصنوعی حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ یہ کہنا کہ اب دنیا گلوبلائزیشن بن چکی ہے؛ ہمارے لئے اسرائیل کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔ بات یہ ہے کہ اس سوچ سے تو عالمی سامراج کے بدمست گھوڑے کو دنیا کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں روندڈالنے کا حوصلہ ملے گا۔ پوری دنیا کو مسخ کرنے اور اپنے زیرنگیں دیکھنے والی عالمی استعمار کے بڑھتے ہوئے قدموں کے آگے فرشِ راہ بننے کے بجائے ہمیں ان کی راہ میں روڑے اٹکانے چاہئیں!

۴: جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ اسرائیل نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مسلمان ممالک ہماری حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کی مالی، فوجی اور اسلحہ کے ذریعے مدد کی جائے گی! یہ ان کا سبز باغ دکھانے والا روایتی جھانسہ ہے اور ان کے منشور کا حصہ بھی ہے۔ سیدھی سادی بات ہے کہ جس قوم کی بدعہدی کی داستانوں سے قرآن وسنت اور تاریخ کے صفحات آزردہ رنگ ہیں ان سے توقع رکھی جاسکتی ہے کہ ہزاروں سال بعد آنے والے یہودی ہمارے ساتھ وعدہ وفا کریں گے؟ اگر ہم نے ایسی غلطی کرلی تو یقیناً ہم اپنے ناکام تجربات کی فہرست میں ایک اور تلخ تجربہ کا اضافہ کریں گے، جو قوم اپنی تاریخ سے سبق نہیں لیتی، اس کے مقدر میں ذلت ورسوائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ویسے بھی ہمیں ایک غاصب، ظالم اور سفاک کو فلسطینی مظلوموں پر مزید ظلم اور تسلط روا رکھنے کا سرٹیفکیٹ دے کر بدلے میں ملنے والی مراعات پر اسلامی اخوت اور ہمدردی کو ترجیح دینی چاہئے۔ ☆☆

تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) پچھلے ہفتے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ سلطان آباد جامع مسجد نعمانیہ میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا، جس میں صاحبزادہ محمد نعمان بن مفتی نائف، مفتی تبارک شاہ، امام وخطیب مولانا خادم حسین نے بھرپور تعاون کیا۔ پہلے دن بعد نماز مغرب راقم نے ”عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت اور قادیانیوں سے چند سوالات“ کے عنوان پر درس دیا۔ دوسرے دن بعد نماز مغرب مولانا عبدالحئی مطمئن نے ”عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں“ کے موضوع پر اور آخری روز بعد نماز مغرب مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر درس دیا۔ آخری نشست میں ترانۂ ختم نبوت اور گلدستہ نعت مولانا حبیب اللہ ارمانی نے پیش کیا۔ اس کورس میں نوجوان طبقہ نے بھرپور شرکت کی۔

الخلیفة المهدی فی الاحادیث الصحیحه

ظہورِ مہدی علیہ الرضوان.... احادیث کی روشنی میں

قسط:۵

تالیف:... شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ

۱۹:-'' حضرت ثوبان ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے خزانہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گے، یہ تینوں خلیفہ کے لڑکے ہوں گے، پھر بھی یہ خزانہ ان میں سے کسی کی طرف منتقل نہیں ہوگا، اس کے بعد مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے اور وہ تم سے اس شدت کے ساتھ جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے اس قدر شدید جنگ نہ کی ہوگی (راوی حدیث یعنی حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں) کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات بیان فرمائی (جس کو یہ سمجھ نہ سکے) ابن ماجہ کی روایت میں اس جملہ کی تصریح بایں الفاظ ہے: ''ثم یجيء خليفة الله المهدي'' یعنی پھر اللہ کے خلیفہ مہدیؓ کا ظہور ہوگا، پھر فرمایا کہ: جب تم لوگ انہیں دیکھنا تو ان سے بیعت کرلینا، اگرچہ اس کے بیعت کے لئے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے، بلاشبہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدیؓ ہوں گے۔''

ضروری وضاحت:

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری شرح بخاری، ج:۱۳، ص:۸۱ پر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس حدیث مذکور میں خزانہ سے مراد اگر وہ خزانہ ہے جس کا ذکر حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے: ''یوشک الفرات أن یحسر عن کنز من الذهب''.... ''قریب ہے کہ دریائے فرات (خشک ہوکر) سونے کا خزانہ ظاہر کردے گا۔'' تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ واقعات ظہور مہدیؓ کے وقت رونما ہوں گے۔

> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ زمین ظلم وجور اور سرکشی سے بھر جائے گی، بعد ازاں میرے اہل بیتؓ سے ایک شخص (مہدیؓ) پیدا ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا

۲۰:- '' حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دمشق کے اطراف سے سفیانی نامی ایک شخص خروج کرے گا، جس کے عام پیروکار قبیلۂ کلب کے لوگ ہوں گے، یہ جنگ کرے گا، یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا اور بچوں تک کو قتل کرے گا، اس کے مقابلہ کے لیے قبیلۂ قیس کے لوگ مجتمع ہوں گے۔ سفیانی ان سے بھی جنگ کرے گا اور اس کثرت سے لوگوں کو قتل کرے گا کہ مقتولین سے کوئی وادی خالی نہ بچے گی (اسی دوران) میرے اہل بیتؓ میں سے ایک شخص کا ظہور حرم میں ہوگا (مراد خلیفۂ مہدیؓ ہیں) سفیانی کو اس کی اطلاع پہنچے گی تو اپنا ایک لشکر اُن سے جنگ کے لیے بھیجے گا، اس کا لشکر شکست کھا جائے گا تو خود سفیانی اپنے ہمراہیوں کو لے کر چلے گا، یہاں تک کہ جب مقام بیداء (یعنی مکہ و مدینہ کے درمیان واقع چٹیل میدان) میں پہنچے گا تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بجز ایک مخبر کے کوئی نہ بچے گا۔''

۲۱:- '' حضرت ابوالطفیل ؓ محمد بن الحنفیہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہؒ نے کہا کہ وہ حضرت علیؓ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے ان سے مہدیؓ کے بارے میں پوچھا؟ تو حضرتؓ نے بربناء لطف فرمایا: دور ہو، پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مہدیؓ کا ظہور آخر زمانہ میں ہوگا (اور بے دینی کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ) اللہ کے نام لینے والے کو قتل کردیا جائے گا (ظہور مہدیؓ کے وقت) اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو اُن کے پاس اکٹھا کردے گا، جس طرح بادل کے

متفرق ٹکڑوں کو مجتمع کر دیتا ہے اور ان میں یگانگت واُلفت پیدا کر دے گا، یہ نہ تو کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے (مطلب یہ ہے کہ اُن کا باہمی ربط وضبط سب کے ساتھ یکساں ہوگا) خلیفۂ مہدیؒ کے پاس اکٹھا ہونے والوں کی تعداد اصحابِ بدر (غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرامؓ) کی تعداد کے مطابق (یعنی ۳۱۳) ہوگی، اس جماعت کو ایسی (خاص و جزوی) فضیلت حاصل ہوگی جو اُن سے پہلے والوں کو حاصل ہوئی ہے، نہ بعد والوں کو حاصل ہوگی۔ نیز اس جماعت کی تعداد اصحابِ طالوت کی تعداد کے برابر ہوگی، جنہوں نے طالوت کے ہمراہ نہر (اُردن) کو عبور کیا تھا۔ حضرت ابوالطفیلؒ کہتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہؒ نے مجمع سے پوچھا: کیا تم اس جماعت میں شریک ہونے کا ارادہ وخواہش رکھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! تو انہوں نے (کعبہ شریف کے) دو ستونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۂ مہدیؒ کا ظہور انہی کے درمیان ہوگا، اس پر حضرت ابوالطفیلؒ نے فرمایا: بخدا میں ان سے تا حیات جدا نہ ہوں گا (راوی حدیث کہتے ہیں) چنانچہ حضرت ابوالطفیلؒ کی وفات مکہ معظمہ ہی میں ہوئی۔“

۲۲:-”حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ زمین ظلم و جور اور سرکشی سے بھر جائے گی، بعد ازاں میرے اہل بیتؓ سے ایک شخص (مہدیؒ) پیدا ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا (مطلب یہ ہے کہ خلیفۂ مہدیؒ) کے ظہور سے پہلے قیامت نہیں آئے گی۔“

۲۳:-”حضرت ابوسعید خدریؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدیؒ میری نسل سے ہوگا، اس کی ناک ستواں وبلند اور پیشانی روشن اور نورانی ہوگی۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جس طرح (اس سے پہلے وہ) ظلم وزیادتی سے بھرگئی ہوگی اور انگلیوں پر شمار کر کے بتایا کہ (وہ خلافت کے بعد) سات سال تک زندہ رہے گا۔“

۲۴:-”...حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مہدیؒ کا تذکرہ فرمایا (اور اس میں فرمایا کہ) وہ فاطمہ (ؓ) کی اولاد سے ہوگا۔“

۲۵:-”حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری آخری امت میں مہدیؒ پیدا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس پر خوب بارش برسائے گا اور زمین اپنی پیداوار باہر نکال دے گی اور وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا، اس کے زمانہ (خلافت) میں مویشیوں کی کثرت اور اُمت میں عظمت ہوگی (وہ خلافت کے بعد) سات سال یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔“

۲۶:- ”حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (آخری زمانہ میں) زمین جور وظلم سے بھر جائے گی تو میری اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا اور سات سال یا نو سال خلافت کرے گا (اور اپنے زمانہ خلافت میں) زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح سے پہلے وہ جور وظلم سے بھرگئی ہوگی۔“

۲۷:-”حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں مہدیؒ کی بشارت دیتا ہوں جو میری اُمت میں اختلاف واضطراب کے زمانہ میں بھیجا جائے گا تو وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ زمین اور آسمان والے اس سے خوش ہوں گے، وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا (یعنی اپنے داد ودہش میں وہ کسی کا امتیاز نہیں برتے گا) اللہ تعالیٰ (اس کے دورِ خلافت میں) میری اُمت کے دلوں کو استغناء وبے نیازی سے بھر دے گا (اور بغیر امتیاز وترجیح کے) اس کا انصاف سب کو عام ہوگا، وہ اپنے منادی کو حکم دے گا کہ عام اعلان کر دے کہ جسے مال کی حاجت ہو (وہ مہدیؒ کے پاس آ جائے، اس اعلان پر) مسلمانوں کی جماعت میں سے بجز ایک شخص کے کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا۔ مہدیؒ اس سے کہے گا: خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدیؒ نے مجھے مال دینے کا تمہیں حکم دیا ہے (یہ شخص خازن کے پاس پہنچے گا) تو خازن اس سے کہے گا: اپنے دامن میں بھر لے، چنانچہ وہ (حسبِ خواہش) دامن میں بھر لے گا اور خزانے سے باہر لائے گا، تو اسے (اپنے اس عمل پر) ندامت ہوگی اور (اپنے دل میں کہے گا: کیا) امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام میں سب سے بڑھ کر لالچی اور حریص میں ہی ہوں یا یوں کہے گا: میرے ہی لیے وہ چیز نا کافی ہے جو دوسروں کے واسطے کافی ووافی ہے۔ (اس ندامت پر) وہ مال واپس کرنا چاہے گا، مگر اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ہم دے دینے کے بعد واپس نہیں لیتے۔ مہدیؒ عدل وانصاف اور داد ودہش کے ساتھ آٹھ یا

نوسال زندہ رہے گا، اس کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی خوبی نہیں ہوگی۔

۲۸:-'' حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا (یعنی اس کی جگہ دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر، یہ صورت حال دیکھ کر) خاندانِ بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہیں لوگ میرے اوپر بارِ خلافت نہ ڈال دیں) مکہ سے مدینہ چلا جائے گا (کچھ اسے پہچان کر کہ یہی مہدیؑ ہیں) اُسے گھر سے نکال کر باہر لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان زبردستی اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرلیں گے (اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر ایک لشکر مقابلہ کے لئے) شام سے اس کی سمت روانہ ہوگا، یہاں تک کہ جب مقام بیداء (مکہ ومدینہ کے درمیانی میدان) میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، اس کے بعد اس کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے اور ایک شخص شام سے (سفیانی) نکلے گا جس کی ننھیال قبیلۂ کلب میں ہوگی اور اپنا لشکر خلیفۂ مہدیؑ کے مقابلہ کے لیے روانہ کرے گا، اللہ تعالیٰ سفیانی کے لشکر کو شکست دے دے گا۔ یہی کلب کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا، پھر خلیفۂ مہدیؑ خزانوں کو کھول دیں گے اور خوب داد ودہش کریں گے اور اسلام پورے طور پر دنیا میں تمام ہوجائے گا۔ لوگ اسی عیش وراحت کے ساتھ سات یا نوسال رہیں گے (یعنی جب تک خلیفۂ مہدیؑ حیات رہیں گے لوگوں میں فارغ البالی اور چین وسکون رہے گا)۔

۲۹:-'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہدیؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اگر ان کی مدتِ خلافت کم ہوئی تو سات برس ہوگی، ورنہ آٹھ یا نوسال ہوگی، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردیں گے، جس طرح اس سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی۔''

۳۰:-'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو مال لپ بھر بھر تقسیم کرے گا، شمار نہیں کرے گا (یعنی سخاوت اور دریا دلی کی بنا پر بغیر گنے کثرت سے لوگوں میں عطایا تقسیم کرے گا) اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کی قدرت میں میری جان ہے، البتہ ضرور لوٹے گا (یعنی امرِ اسلام مضمحل ہوجانے کے بعد اُن کے زمانہ میں پھر سے فروغ حاصل کرلے گا)۔''

۳۱:-'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں ایک مہدیؑ ہوگا (اس کی مدتِ خلافت) اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ یا نوسال ہوگی، میری اُمت اس کے زمانہ میں اس قدر خوش حال ہوگی کہ اتنی خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسبِ ضرورت) موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اُگادے گی۔ ایک شخص کھڑا ہو کر مال کا سوال کرے گا تو مہدیؑ کہیں گے: (اپنی حسبِ خواہش خزانہ میں جاکر) خود لے لو۔''

۳۲،۳۳:-'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: مہدیؑ میرے اہل بیت سے ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے ایک ہی رات میں صالح بنادے گا (یعنی اپنی توفیق وہدایت سے ایک ہی شب میں ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچادے گا جہاں وہ پہلے نہیں تھے)۔''

۳۴:-'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مراد مہدیؑ ہیں) بھیجے گا، جس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا (یعنی اس کا نام بھی محمد بن عبداللہ ہوگا)۔''

۳۵:-'' حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا (تو اللہ تعالیٰ اسی کو طویل اور دراز کردے گا اور) میرے اہل بیتؓ میں سے ایک شخص (مہدیؑ) کو پیدا کرے گا، جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھردے گا، جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم سے بھری ہوگی۔''

۳۶:-'' امام مجاہدؒ (مشہور تابعی) ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''نفس زکیہ'' کے قتل کے بعد ہی خلیفہ مہدیؑ کا ظہور ہوگا، جس وقت نفس زکیہ قتل کردیے جائیں گے تو زمین وآسمان والے ان قاتلین پر غضب ناک ہوں گے، بعد ازاں لوگ مہدیؑ کے پاس آئیں گے اور انہیں دلہن کی طرح آراستہ وپیراستہ کریں گے اور میری زمین کو عدل وانصاف سے بھردیں گے (ان کے زمانہ خلافت میں) زمین اپنی پیداوار کو اُگادے گی اور آسمان خوب برسے گا اور ان کے دورِ خلافت میں اُمت اس قدر خوش حال ہوگی کہ ایسی خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔''

(جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

دارالعلوم نواب شاہ میں بیان: دارالعلوم نواب شاہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد اکمل مدظلہ کی دعوت پر دارالعلوم میں حاضری ہوئی۔ دارالعلوم میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں، جن میں سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ مہتمم صاحب جمعیت علماء اسلام کے زعماء میں سے ہیں۔ مولانا تجمل حسین کی استدعا پر گیارہ سے تقریباً بارہ بجے تک قادیانیوں کے عقائد و عزائم اور ملک وملت کے خلاف ان کی سازشوں سے طلبا و اساتذہ کو آگاہ کیا۔ بعد نماز عصر جامع مسجد کبیر میں حاضری ہوئی، جس کے بانی مبانی مولانا دوست محمدؒ فاضل دیوبند تھے۔ کبیر مسجد ہمیشہ تحریک ختم نبوت کا مرکز رہی ہے۔ مولانا کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد اسجد خطیب رہے، اب مولانا قاری محمد امجد مدنی خطیب اور مجلس کے ناظم اعلیٰ ہیں، عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد طٰہٰ صحافی کالونی میں امام وخطیب مولانا قاری محمد یاسین کے حکم پر بیان ہوا۔

جامعہ محمدیہ لطیف آباد نمبر۲ نواب شاہ میں بیان: جامعہ محمدیہ ۵/رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۱/فروری ۱۹۶۶ء استاذ القراءؒ حضرت مولانا قاری فتح محمدؒ پانی پتی ثم مہاجر مدنی کے حکم پر قائم کیا گیا اور تا حیات سرپرست رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا سحبان محمودؒ شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی دس سال تک سرپرست رہے۔ حضرت قاری فتح محمدؒ کے حکم پر جناب صوفی عطاء اللہ مدیر مقرر کئے گئے اور ۱۹۹۹ء تک مدیر و مہتمم رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند قاری محمد اسماعیل ادارہ کے مہتمم بنائے گئے جو تادم تحریر نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ اب تک سینکڑوں حفاظ وقراءؒ اور علماء کرام سند فضیلت حاصل کرچکے ہیں معلمین ومعلمات کی تعداد و دیگر عملہ سمیت ۴۵ ہے اور تقریباً ۶۰۰ طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ۱۴/دسمبر صبح ۱۱ بجے سے پونے بارہ تک طلبا وطالبات، معلمین ومعلمات سے پون گھنٹہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، امام مہدی علیہ الرضوان کی علامات پر بیان ہوا اور مرزا قادیانی کا ان سے تقابل کیا گیا تو ایک بھی علامت مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئی، جب وہ مہدی و مسیح ثابت نہ ہوا تو اس کے کسی بھی دعویٰ کی کوئی حیثیت باقی نہ رہی۔ اساتذہ نے اور طلبا و طالبات نے انتہائی دلجمعی سے بیان سنا، آخر میں کہا گیا کہ آج کا طالب علم کل کا عالم دین، اس لئے طلبا علوم نبوت کو تمام فتنوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہونا چاہیے۔

جامع مسجد بلال ہاؤسنگ سوسائٹی سانگھڑ: ۱۴/دسمبر عصر کی نماز کے بعد مختصر بیان ہوا۔ جامع مسجد کے امام مولانا محمد شاہ پٹھان ہیں، بہت ہی باہمت عالم دین ہیں، ان کی استدعا اور خواہش پر تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔

جامع مسجد بلال میں جلسہ: بعد نماز عشاء جامع مسجد بلال ٹنڈو آدم میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے کی۔ مولانا تجمل حسین اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ مولانا احمد میاں حمادی دامت برکاتہم کے فرزند ارجمند مولانا زاہد حجازی مسجد بلال کے خطیب ہیں، ان کی مساعی جمیلہ سے یہ پروگرام ہوا، جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔

دارالعلوم ختم نبوت: دارالعلوم کے بانی ہماری مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن مدظلہ ہیں۔ مدرسہ کا آغاز ۱۹۹۰ء میں ہوا، اس وقت مدرسہ میں تقریباً دو سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔ تین کلاسیں حفظ و ناظرہ کی ہیں۔ درجۂ کتب میں چھ اساتذہ کرام تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ رات کا قیام مدرسہ میں رہا مولانا تجمل حسین کا صبح کی نماز کے بعد مدرسہ سے ملحقہ مسجد قاسمیہ میں بیان ہوا۔ ٹنڈو آدم میں علامہ احمد میاں حمادی دامت برکاتہم کی عظیم خدمات ہیں۔ مولانا حمادی جوانی میں ٹنڈو آدم میں تشریف لائے، اب نوے سال سے متجاوز ہیں، لیکن ختم نبوت کی حفاظت کے جذبات نوجوانوں سے بھی زائد ہیں۔ بستر علالت پر ہیں، اللہ پاک انہیں اپنے فضل و کرم سے صحت وعافیت سے سرفراز فرمائیں۔

درالعلوم الحسینیہ شہداد پور: دارالعلوم اہل حق کی قدیمی درسگاہ ہے، جس میں سینکڑوں سے

متجاوز طلباز یرتعلیم ہیں۔حضرت مولانا محمد سلیم اور قاری عبدالرشید اس کا نظم ونسق چلا رہے ہیں۔عصر کی نماز کے بعد جامعہ میں بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

خطبہ جمعہ جامعہ قاسم العلوم ملتان: جامعہ کی بنیاد ۱۹۳۶ء میں رکھی گئی، مولانا محمود اختر مہتمم مقرر کئے گئے، بعدازاں جب شعبۂ کتب شروع ہوا تو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ملتانیؒ کو اہتمام سپرد کیا گیا۔۱۹۴۶ء میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔

۱۹۵۰ء میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ مدرس مقرر کئے گئے۔غالباً ۱۹۵۶ء میں استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا قاری محمد حنیف ملتانیؒ، امام الملوک والسلاطین حضرت مولانا عبدالقادر آزادؒ سمیت کئی ایک علماء کرام نے دورۂ حدیث کیا۔

۱۹۷۴ء میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کو اہتمام سپرد کیا گیا۔حضرت مفتی صاحبؒ کے دورِ اہتمام میں گلگشت کالونی ملتان میں جامعہ منتقل کیا گیا۔۲۰ کنال زمین جامعہ کے لئے خرید کی گئی۔اکتوبر ۱۹۸۰ء میں مفکر اسلام کا انتقال ہوا تو اہتمام شیخ الحدیث مولانا فیض احمدؒ کو دیا گیا۔۱۹۸۳ء میں جامعہ کچہری روڈ سے گلگشت کالونی منتقل کیا گیا۔مولانا فیض احمدؒ کی وفات کے بعد مولانا عبدالبر محمد قاسمؒ مہتمم مقرر ہوئے۔۲۰۰۶ء میں مولانا محمد یاسینؒ مہتمم، مولانا اسعد محمود (حال ایم این اے) نائب مہتمم مقرر ہوئے۔۷رجنوری ۲۰۱۶ء کو مولانا محمد یاسینؒ کی وفات کے بعد مولانا اسعد محمود سلمہ، مہتمم اور قاری محمد طاسین نائب مہتمم مقرر ہوئے۔

حضرت مولانا فیض احمدؒ کے بعد مولانا محمد اکبرؒ شیخ الحدیث اور صدرالمدرسین کے عہدوں پر فائز ہوئے اور آپ تادم آخر فائز رہے۔کچھ عرصہ جامعہ میں محدث کبیر حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔قاسم العلوم کچہری روڈ پر ۱۹۷۶ء میں کچھ دن راقم کو بھی حضرت علامہ کشمیریؒ کے اسباق منطق میں حاضری کا شرف حاصل رہا ہے۔جب راقم دفتر ختم نبوت تغلق روڈ میں زیرتربیت تھا۔فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کے اسباق سے فارغ ہوکر حضرت علامہ کی خدمت میں حاضری ہوتی رہی۔۱۸ردسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ جامعہ قاسم العلوم میں دیا۔شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اکبرؒ کے فرزند ارجمند مولانا فداءالرحمٰن زیدمجدہ سے تعزیت کا اظہار کیا۔

قاری ابوبکر صدیقؒ کی رحلت: ۲۰ردسمبر ۲۰۲۰ء کو برخوردارم قاری محمد ابوبکر صدیقؒ جنہیں آج تک سلمہ لکھا کرتا تھا، آج سے اسے رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے ہاتھ پر کپکپی طاری ہورہی ہے۔اللہ پاک اس کی قبر حشر کی منزلیں آسان فرمائیں۔ان کی وفات کے بعد چار دن تک تعزیت کنندگان کا تانتا بندھا رہا۔ملک بھر کے جامعات میں مرحوم کی مغفرت کے لئے دعائیں ہورہی ہیں اور روزانہ ٹیلیفون پر احباب اس کی خبریں دے رہے ہیں۔اس پر تفصیلی مضمون پہلے لکھا جاچکا ہے۔

عزیزی نعمان شہزاد کی گمشدگی: برخوردارم نعمان شہزاد بچپن میں فالج کا جھٹکا لگنے کی وجہ سے دماغ کے کچھ حصہ دائیں ہاتھ اور پاؤں سے معذور ہوگئے اور مرگی کے دورے پڑنے لگے، ان امراض نے اسے بے کار کردیا۔پچھلے دنوں میرے پوتے حسین ابن علی کا لاہور میو ہسپتال میں آپریشن ہوا، جب حسین کی دادی نے سنا تو پوتے کی خیرخبر لینے کے لئے لاہور اپنے بیٹے سلمان کے ساتھ چلی گئی۔نعمان شہزاد کو کہہ کر گئی کہ ایک آدھ دن میں حسین کی خیریت معلوم کرنے کے بعد واپس آجاؤں گی اور اسے کچھ رقم خرچ کے لئے بھی دی۔اگلے دن ۱۴ردسمبر کو نعمان کی دماغی کیفیت کو جاننے کے باوجود کہا گیا کہ تیری اماں لاہور چلی گئی اور تجھے ساتھ نہیں لے گئی، تو نعمان نے ایک آدھ سوٹ کپڑوں کا شاپر میں ڈالا اور روکنے کے باوجود شجاع آباد سے ملتان اور ملتان سے لاہور اپنے بھائی قاری علی حیدر سلمہ کے گھر کے لئے روانہ ہوگیا۔ایک دماغی مریض، ہاتھ پاؤں سے معذور، سردی کا موسم کئی ایک عوارض اکٹھے، راقم چھ دن تو تعزیت کے لئے آنے والوں کے ساتھ مصروف رہا۔۲۸ردسمبر کو شجاع آباد سے ملتان، ملتان سے خانیوال ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ اور دوسرے وارڈوں میں چیک کیا۔مولانا عطاءالمنعم ناظم اعلیٰ مجلس خانیوال نے معاونت فرمائی۔میاں چنوں کی مسجد ٹی چوک کے خطیب مولانا حبیب الرحمٰن، مجلس کے امیر مولانا مفتی محمد فیصل اور مولانا عطاءالمنعم کی معیت میں تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کو چیک کیا۔چیچہ وطنی میں ہمارے پرانے دوست جناب ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ کی معرفت ریکارڈ پر دسترس ہوئی اور معلوم ہوا کہ ۱۴ردسمبر سے لے کر آج تک اس نام کا کوئی مریض داخل نہیں ہوا۔

حاجی عبداللطیف چیمہ سے تعزیت: مجلس احرار اسلام کے مرکزی جنرل سیکریٹری حاجی عبداللطیف چیمہ کے نوجوان بھائی جناب حافظ حبیب اللہ چیمہ گزشتہ دنوں حرکت قلب بند ہونے سے رحلت فرما گئے۔ مرحوم جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ڈپٹی سیکریٹری اطلاعات تھے۔ متحرک اور فعال نوجوان تھے۔ سوشل میڈیا پر چھائے رہتے تھے۔ ان کی وفات کا صدمہ میرے بیٹے ابوبکرؓ کی طرح تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے سے بہتی آنکھوں کے ساتھ تعزیت کی۔ ساہیوال میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالجبار ہیں، جو جامعہ محمدیہ کے نام سے بنین وبنات کے ادارے چلا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا بیٹا قاری محمد عمران ساتھ بھیج کر ریکارڈ تک رسائی کا موقع دیا۔ رات کا آرام وقیام قاری عبدالجبار مدظلہ کے جامعہ محمدیہ میں رہا۔

اوکاڑہ: اوکاڑہ میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تک رسائی قاری محمد اشرف مدظلہ کی معرفت ہوئی۔ ریکارڈ چیک کیا گیا اور وارڈ بھی دیکھے گئے۔ نعمان شہزاد نام کا کوئی مریض ان دنوں میں داخل نہیں ہوا۔

حافظ سیّد محمد رمضان شاہ کی تعزیت: اوکاڑہ کے قریب مدرسہ حسینیہ چک نمبر 4L-1 کے مہتمم وبانی حافظ سیّد محمد رمضان شاہ نے ۹/ نومبر ۲۰۲۰ء کو انتقال فرمایا۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد سلمہ مبلغ اوکاڑہ کی معرفت ان کے فرزند ارجمند مولانا عبیداللہ سے ملاقات ہوئی اور مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ مرحوم نے یہ ادارہ ۲۰۰۰ء میں بنایا۔ ادارہ تعمیر وترقی کی طرف گامزن ہے۔ مرحوم کا اصلاحی تعلق قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ ارشد مولانا ولی محمد ہڑپہ ساہیوال سے تھا۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد ہارون مدظلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

چوکی میں پروفیسر مسعودالحسن رشیدی مدظلہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے فاضل اور ہمارے حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کے مسترشدین میں سے ہیں۔ چوکی کالج میں پروفیسر ہیں۔ ان کی مسجد عثمانیہ میں ظہر کی نماز ادا کی۔ دارالعلوم دینیہ چوکی کے مہتمم قاری نور محمد شاکر کی معیت میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چوکی کے رجسٹر کو دیکھا۔ ایمرجنسی والے رجسٹر میں اس نام کا کوئی مریض مندرج نہیں۔ قاری نور محمد شاکر مدظلہ کے برادر اکبر مولانا ہارون الرشید رشیدی متحرک اور نظریاتی عالم تھے۔ انہوں نے دارالعلوم دینیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ جہاں بنات کو پورا درس نظامی پڑھایا جاتا ہے، جبکہ بنین میں ابتدائی کلاسیں پڑھائی جاتی ہیں۔ قاری صاحب مدظلہ اپنے بھائی کے بنائے ہوئے مدرسہ کی دن رات آبیاری کرنے میں مصروف ہیں۔ ادارہ میں دونوں شعبے کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں حضرات سے ۳۰ سالہ دوستی ہے، ان سے دعائیں لیں اور واپسی کی راہ لی۔

جامعہ محمدیہ اجبالہ خورد میں: مولانا قاری اقبال اختر شاہ نقوی بخاریؒ ایک عرصہ مہتمم رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا سیّد اکرام اللہ شاہ بخاری مہتمم ہیں۔ مولانا سیّد اکرام اللہ شاہ بخاری کے حکم پر عصر کی نماز کے بعد چند منٹ بیان کا موقع ملا۔

خطبۂ جمعہ: ہمارے بہت ہی اہم ساتھی مولانا سیّد ضیاءالحسن شاہ تھے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ناظم اعلیٰ اور نائب امیر رہے۔ وہ جامع مسجد کوثر لنڈا بازار میں خطیب تھے۔ آپ گزشتہ سال ۱۶/ مارچ ۲۰۲۰ء کو رحلت فرما گئے۔ آنجناب کے فرزند ارجمند مولانا سیّد عبداللہ شاہ آپ کے جانشین بنائے گئے۔ ان کی دعوت پر یکم جنوری ۲۰۲۱ء کے جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد کوثر میں دیا۔

جامعۃ الازہر میں بیان: جامعۃ الازہر کے بانی مولانا مفتی سیّد ظہیر احمد شاہ مدظلہ ہیں، جو جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ اشرفیؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ، حضرت مولانا شیخ محمد موسیٰ روحانی بازیؒ اور مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ جامعۃ الازہر رنگ روڈ لاہور سبزی منڈی کے قریب واقع ہے، جب مفتی صاحب امام بن کر آئے تو چھوٹی سی مسجد تھی، اب الحمدللہ! وسیع وعریض مسجد اور بنین و بنات کا مدرسہ ہی، جس میں ہزاروں طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ موصوف ایک عظیم عامل بھی ہیں اور تقریباً اٹھارہ سال سے عملیات فی سبیل اللہ چلا رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ جنات کے تابع کرنے کا نہیں بلکہ قرآن و حدیث سے دم کرنے کا ہے۔ ان کے دم سے ہزاروں افراد صحتیاب ہوئے اور روزانہ سینکڑوں لوگ دم کے لئے آتے ہیں۔ خود بھی دم فرماتے ہیں اور شاگردوں کی ایک کھیپ تیار کر

رکھی ہے جو دم کے ساتھ ساتھ پورے جسم پر مساج بھی کرتے ہیں۔ الحمدللہ! آپ کے ادارہ میں ۳؍جنوری ۲۰۲۱ء عصر کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

مرکزی جامع مسجد انارکلی: جامع مسجد انارکلی کے بانی مولانا میاں محمد ابراہیمؒ جو بنیادی طور پر مانسہرہ کے رہنے والے تھے۔ تقریباً ایک صدی پہلے لاہور میں تشریف لائے اور لاہور ہی کے بن کر رہ گئے۔ تقسیم سے پہلے جمعیت علماء ہند اور مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے عاشق صادق تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور گرفتار ہوئے۔ انارکلی، نیلا گنبد اور مضافاتی بازاروں اور محلوں میں قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی ایک تقریر جو انارکلی لاہور کی کیسٹوں اور سی ڈی میں کہیں دستیاب ہے، وہ مولانا محمد ابراہیمؒ المعروف بابا ڈنڈے والا کی مساعی سے منعقدہ کانفرنس میں کی۔ مولانا محمد ابراہیمؒ کے بعد مولانا میاں عبدالرحمٰن نے مسجد و مدرسہ کا نظم سنبھالا۔ میاں عبدالرحمٰن ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے تو ان کے فرزندان گرامی مولانا محمد میاں، مولانا محمود میاں اور دیگر برادران نے مسجد کا نظم سنبھالا۔ مولانا میاں عبدالرحمٰنؒ نے مسجد کو از سر نو تعمیر و توسیع دی۔ ان کی وفات کے بعد فرزندان گرامی نے آرائش و زیبائش کا کام کیا۔ الحمدللہ! اب مرکزی جامع مسجد المعروف تلوار والی لاہور کی خوبصورت مساجد میں سے ایک ہے۔ مولانا میاں عبدالرحمٰن کے صاحبزادگان مدرسہ و مسجد کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک اس گھرانے کو قیامت تک آباد و شاداب رکھیں۔ مولانا محمود میاں کی استدعا پر مولانا عبدالنعیم نے ۲؍جنوری ۲۰۲۱ء عصر کا وقت دیا۔ الحمدللہ! عصر کی نماز کے بعد مجاہدوں کی اس مسجد میں بیان ہوا۔

اقرأ روضۃ الاطفال کے بانی رکن ونائب مدیر مفتی مزمل حسین کاپڑیا رحلت فرما گئے

آپ پاکستان میں دینی وعصری تعلیم کے امتزاج کے بانیوں میں سے تھے

کراچی (پ ر) اقرأ روضۃ الاطفال کے بانی رکن و نائب مدیر، مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کے خصوصی شاگرد، ممتاز عالم دین مولانا مفتی مزمل حسین کاپڑیا گزشتہ دنوں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے انتقال پُر ملال پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث، استاذ العلما مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امیر مرکزیہ مولانا حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی، مولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی رہنماؤں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، علامہ احمد میاں حمادی، مفتی شہاب الدین خان پوپلزئی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد و دیگر راہنماؤں نے اپنے تعزیتی بیان میں گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور کہا کہ علمی دنیا میں آپ کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔ آپ پاکستان میں دینی و عصری تعلیم کے امتزاج کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ نے بیماری و معذوری کے باوجود تن تنہا ایک جماعت جتنا کام کیا۔ آپ کی کاوشوں سے امت تا دیر مستفید ہوتی رہے گی۔ واضح رہے کہ مفتی مزمل حسین کاپڑیا رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶۰ء میں پیدا ہوئے، ۱۹۸۱ء میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے سند فراغت حاصل کی اور اس کے بعد تخصص وہیں سے کیا، بعد ازاں چار سال جامعۃ البنوریہ العالمیہ میں تدریس کی، ۱۹۸۵ء میں مفتی محمد جمیل خان شہید اور مفتی خالد محمود کے ساتھ مل کر اقرأ روضۃ الاطفال کی بنیاد رکھی۔ اس دوران مکہ مکرمہ میں ام القریٰ یونیورسٹی میں ماسٹرز کے لئے تشریف لے گئے، پانچ سال وہیں پر رہے، اسی دوران گردوں کا عارضہ لاحق ہوا، ۲۵ سال اس بیماری میں مبتلا رہے۔ آپ نے حرمین شریفین کے ائمہ کرام سے باقاعدہ اجازت لے کر ان کے خطبات کا اردو اور انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اور پھر ان کو ایک ساتھ تینوں زبانوں میں شائع کیا۔ آپ تا دم حیات اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے نائب مدیر رہے اور اقرأ کو ترقی کی بلندیوں پر پہنچایا۔ اقرأ روضۃ الاطفال کی میٹرک، انٹر اور بی اے کی سطح پر لگاتار پوزیشنز کا ریکارڈ رہا ہے، اس ادارے میں عصری تعلیم بی اے کے ساتھ عالمہ کا مکمل کورس کروایا جاتا ہے۔ ایک طرف اس ادارے نے جہاں لاکھوں حفاظ کرام اس معاشرے کو دیئے، وہاں بے شمار انجینئرز اور ڈاکٹرز بھی فراہم کیے ہیں۔ یہ سب یقیناً آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ آپ کی نماز جنازہ ۸؍فروری ۲۰۲۱ء بروز پیر بعد نماز ظہر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ادا کی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء، طلبا اور عوام الناس نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائیں اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام
مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر
نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ
28 واں
سالانہ ختم نبوۃ کورس
بتاریخ
27 مارچ 2021 تا 10 اپریل 2021
زیر سرپرستی
حضرت استاذ المحدثین دامت برکاتہم
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے
درخواستوں کیلئے پتہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670